تسہیل قواعد النحو

(عربی عبارت صحیح پڑھنے کے
نہایت آسان اور مختصر اصول)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال، کراچی

(عربی عبارت صحیح پڑھنے کے نہایت آسان اور مختصر اُصول)

تالیف

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

نام کتاب : تسہیل قواعد النحو

مصنّف : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تسہیل النحو

عربی عبارت صحیح پڑھنے کے ضروری قواعد

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ عربی عبارت کا صحیح پڑھنا جب ہی ممکن ہے کہ نحو کے قواعد زبانی یاد ہوں۔ لیکن اکثر حالات اس طرح نظر آتے ہیں کہ ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی میں جو تفصیل قواعد کی پڑھی جاتی ہے وہ صرف کتابوں ہی میں رہتی ہے۔ عبارت پڑھتے وقت یا وعظ کہتے وقت عربی عبارات میں ان قواعد کے زبانی یاد نہ ہونے کے سبب صرف اندازے سے کام لیا جاتا ہے۔ یقین اور وثوق سے عبارت کی صحت پر اعتماد نہیں ہوتا۔ اس لیے تقاضا ہوا کہ نحو کے ضروری ضروری قواعد اس طرح جمع کیے جائیں جو آسانی سے یاد ہو جائیں اور ان میں اصطلاحات کی مشکلات بھی نہ ہوں اور عبارت پڑھتے وقت یقین کے ساتھ اس کو صحیح پڑھا جاسکے۔ جو قواعد کتابوں میں چار پانچ صفحات میں تحریر ہیں اور طالبِ علم کا دماغ اس تفصیل کو حفظ کرنے سے عاجز اور قاصر ہوتا ہے ان قواعد کو اللہ کی رحمت سے احقر نے چند سطروں میں جمع کیا ہے۔ اہل علم حضرات نے جس کی بے حد قدر فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا نفع عام و تام فرمائیں ۔ اور شرفِ حسن قبول عطا فرمائیں۔

نوٹ: اس رسالے میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ نئی نئی مثالیں قرآن وحدیث سے پیش کی جائیں تاکہ طلبائے کرام کو مشق بھی ہو، لطف بھی زیادہ آئے اور قرآن وحدیث کی برکتوں سے یہ قواعد یاد بھی ہو جائیں۔ اور ان کا استعمال کرنا عبارت میں آجائے۔

مؤلف

محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تسہیل علم النحو

علم نحو کی تعریف

عربی کا علم نحو وہ علم ہے کہ جس میں اسم و فعل و حرف کو جوڑ کر جملہ بنانے کی ترکیب اور ہر کلمے کے آخری حرف کی حالت معلوم ہو۔

فائدہ: اس علم کا یہ ہے کہ انسان عربی زبان بولنے اور لکھنے میں ہر قسم کی غلطی سے محفوظ رہے۔ مثلاً زَیۡدٌ، اَلدَّارِ، دَخَلَ، فِیۡ۔ ان چاروں کو جوڑ کر ایک جملہ بنانا اور اس کو صحیح طور پر ادا کرنا یہ علم نحو سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسے زَیۡدٌ دَخَلَ فِی الدَّارِ زید داخل ہوا گھر میں۔

موضوع: اس علم کا کلمہ اور کلام ہے۔

سبق نمبر ۱

کلمہ اور کلام

جو بات آدمی کی زبان سے نکلے اس کو لفظ کہتے ہیں۔ پھر اگر لفظ با معنٰی ہے تو اس کا نام "موضوع" ہے اور اگر بے معنٰی ہے تو "مہمل"۔

عربی زبان میں لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں ۱) مفرد ۲) مرکب

مفرد: اس اکیلے لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنٰی بتائے اور اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں ۱) اسم ۲) فعل ۳) حرف

اسم: وہ کلمہ ہے جس کے معنٰی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم ہو جائیں اور اس میں تینوں زمانوں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ جیسے رَجُلٌ، عِلۡمٌ، مِفۡتَاحٌ۔

اسم کی تین قسمیں ہیں ۱) جامد ۲) مصدر ۳) مشتق

جامد: وہ اسم ہے جو نہ آپ کسی لفظ سے بنا ہو اور نہ اس سے کوئی اور لفظ بنا ہو۔ جیسے رَجُلٌ، فَرَسٌ وغیرہ

مصدر: وہ اسم ہے جو آپ تو کسی لفظ سے نہیں بنتا مگر اس سے بہت سے لفظ بنتے ہیں۔ جیسے نَصْرٌ، ضَرْبٌ وغیرہ

مشتق: وہ اسم ہے جو مصدر سے بنا ہو۔ جیسے ضَرْبٌ سے ضَارِبٌ اور نَصْرٌ سے نَاصِرٌ۔

فعل: وہ کلمہ ہے جس کے معنیٰ دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر معلوم ہو جائیں۔ اور اس میں کوئی زمانہ بھی پایا جاوے۔ جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ، ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

فعل کی چار قسمیں ہیں ۱) ماضی ۲) مضارع ۳) امر ۴) نہی۔ ان کی تعریفیں حسبِ ذیل ہیں:

ماضی: وہ فعل ہے جو گزرے ہوئے زمانے پر دلالت کرے۔ جیسے اَکَلَ زَیْدٌ زید نے کھایا۔

مضارع: وہ فعل ہے جس میں حال اور استقبال دونوں زمانے پائے جائیں۔ جیسے یَاْکُلُ زَیْدٌ زید کھاتا ہے یا زید کھائے گا۔

امر: وہ فعل ہے جس میں کوئی حکم کسی فعل کا پایا جاوے۔ جیسے اُدْخُلْ داخل ہو جا۔

نہی: وہ فعل ہے جس میں کسی فعل سے روکنے اور منع کرنے کا حکم ہو۔ جیسے لَاتَضْرِبْ تو مت مار۔

ماضی کی چھ قسمیں ہیں:

ماضی مطلق: جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ زید نے مارا۔

ماضی قریب: جیسے زَیْدٌ قَدْ ضَرَبَ زید نے مارا ہے۔

ماضی بعید: جیسے زَیْدٌ کَانَ ضَرَبَ زید نے مارا تھا۔

ماضی استمراری: جیسے زَیْدٌ کَانَ یَضْرِبُ زید مارتا تھا۔

ماضی احتمالی: جیسے زَیْدٌ لَعَلَّمَا ضَرَبَ زید نے شاید مارا ہو گا۔

ماضی تمنائی: جیسے زَیْدٌ لَیْتَ ضَرَبَ کاش زید مارتا۔

حرف: وہ کلمہ ہے جس کا معنیٰ بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے معلوم نہ ہوں۔ جیسے مِنْ، فِیْ کہ

جب تک ان حرفوں کے ساتھ کوئی اسم یا فعل نہ ملے گا ان سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔

جیسے خَرَجَ زَيْدٌ مِنَ الدَّارِ اور دَخَلَ عَمْرٌو فِي الْمَسْجِدِ۔

حرف کی دو قسمیں ہیں: ۱) عامل ۲) غیر عامل

مرکب: وہ لفظ ہے جو دو یا زیادہ کلموں کو جوڑ کر بنایا جائے۔ مرکب کی دو قسمیں ہیں:
۱) مفید ۲) غیر مفید۔

مرکب مفید: وہ ہے کہ جب کہنے والا بات کہہ چکے تو سننے والے کو گزشتہ واقعے کی خبر یا کسی بات کی طلب معلوم ہو۔ جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ (زید گیا) اِيْتِ بِالْمَاءِ (پانی لا) پہلی بات سے سننے والے کو زید کے جانے کی خبر معلوم ہوئی۔ اور دوسری بات سے معلوم ہوا کہ کہنے والا پانی طلب کرتا ہے۔ مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔ جملہ دو طرح کا ہوتا ہے: ۱) جملہ خبریہ ۲) جملہ انشائیہ۔

جملہ خبریہ: اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ اور یہ دو قسم پر ہے: ۱) جملہ اسمیّہ ۲) جملہ فعلیہ

جملہ اسمیّہ: اس جملہ کو کہتے ہیں جس کا پہلا حصہ اسم ہو اور دوسرا حصہ خواہ اسم ہو یا فعل۔ جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ اور زَيْدٌ عَلِمَ ان میں سے ہر ایک جملہ اسمیہ خبریہ ہے۔ اور ان کا پہلا حصہ مسند الیہ ہے جس کو مبتدا کہتے ہیں اور دوسرا حصہ مسند ہے جس کو خبر کہتے ہیں۔ جملہ اسمیّہ خبریہ کے معنوں میں ہے۔ ہوں، ہو آتا ہے۔

جملہ فعلیہ: وہ جملہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ فعل ہو اور دوسرا حصہ فاعل۔ جیسے عَلِمَ زَيْدٌ اور سَمِعَ بَكْرٌ۔ ان میں سے ہر ایک جملہ فعلیہ ہے۔ اور ان کا پہلا حصہ مسند ہے جس کو فعل کہتے ہیں اور دوسرا حصہ مسند الیہ ہے جس کو فاعل کہتے ہیں۔

مسند الیہ: وہ ہے جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی نسبت کی جائے اور اس کو مبتدا اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے جملہ کی ابتدا ہوتی ہے۔

مسند: وہ ہے جس کو دوسرے کی طرف نسبت کریں اور اس کو خبر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ پہلے اسم کے حال کی خبر دیتا ہے۔

اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ کہ اس میں زَیْدٌ اور عَالِمٌ دونوں اسم ہیں اور عالم کی نسبت زید کی طرف ہو رہی ہے اس لیے زید مسند الیہ اور عالم مسند ہوا۔

فعل مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے زَیْدٌ عَلِمَ اور عَلِمَ زَیْدٌ۔ ان دونوں جملوں میں عَلِمَ کی نسبت زَیْدٌ کی طرف ہو رہی ہے اس لیے عَلِمَ مسند ہوا اور زَیْدٌ مسند الیہ اور حرف نہ مسند ہو سکتا ہے نہ مسند الیہ۔

ترکیب: جملہ اسمیہ کی ترکیب اس طرح ہوتی ہے، زَیْدٌ مبتدا، عَالِمٌ خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اور جملہ فعلیہ کی ترکیب اس طرح ہوتی ہے، عَلِمَ فعل زَیْدٌ فاعل۔ فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سبق نمبر ۲

جملہ کے ذاتی وصفاتی اقسام

واضح ہو کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا، یا تو وہ دو کلمے لفظوں میں موجود ہوں۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ یا تقدیراً ہوں۔ جیسے اِضْرِبْ کہ اَنْتَ اس میں پوشیدہ ہے۔ لفظوں میں موجود نہیں۔

جملہ میں دو یا دو سے زیادہ کلمے ہوتے ہیں مگر زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جب جملہ کے کلمات بہت ہوں تو اسم و فعل کو اس میں سے تمیز کرنا چاہیے۔ اور دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے یا مبنی۔ عامل ہے یا معمول۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ کلمات کا تعلق آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کیسا ہے تاکہ مسند اور مسند الیہ ظاہر ہو جائیں اور جملہ کے صحیح معنیٰ معلوم ہو سکیں۔

جملہ باعتبار ذات کے چار قسم کا ہوتا ہے ۱) اسمیّہ ۲) فعلیہ ۳) شرطیہ ۴) ظرفیہ۔

۱) اسمیّہ: جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ

۲) فعلیہ: جیسے قَامَ زَیْدٌ

۳) شرطیہ: جیسے اِنْ تُکْرِمْنِیْ اُکْرِمْكَ

۴) ظرفیہ: جیسے عِنْدِیْ مَالٌ

یہ چاروں قسمیں اصل جملہ کہلاتی ہیں۔

باعتبار صفت کے جملہ چھ قسم کا ہوتا ہے

۱) مبیّنہ: جو پہلے جملہ کو کھول کر بیان کردے۔ جیسے:

اَلْکَلِمَۃُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَقْسَامٍ اِسْمٌ وَفِعْلٌ وَحَرْفٌ

اس مثال میں پہلے جملہ کا مطلب صاف نہیں معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کون سی تین قسمیں ہیں۔ دوسرے جملہ نے اس کو بیان کردیا کہ وہ اسم و فعل و حرف ہیں۔

۲) معلّلہ: جو پہلے جملہ کی علّت بیان کردے۔ جیسا حدیث شریف میں ہے کہ:

لَا تَصُوْمُوْا فِیْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ فَاِنَّھَا اَیَّامُ اَکْلٍ وَشُرْبٍ

تم روزہ نہ رکھو ان پانچ دنوں (عیدین و ایام تشریق) میں اس لیے کہ وہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ اس حدیث شریف کے پہلے جملہ میں پانچ دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور اس کی علت دوسرے جملہ میں بیان فرمائی کہ وہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

۳) معترضہ: جو دو جملوں کے درمیان بے جوڑ واقع ہو۔ جیسے قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلنِّیَّۃُ فِی الْوُضُوْءِ لَیْسَتْ بِشَرْطٍ۔ اس کلام میں رَحِمَہُ اللّٰہ تَعَالٰی جملہ معترضہ ہے کہ پہلے اور بعد کے کلام سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

۴) مستانفہ: وہ جملہ ہے جس سے نیا کلام شروع کیا جائے۔ جیسے اَلْکَلِمَۃُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَقْسَامٍ اس کو جملہ ابتدائیہ بھی کہتے ہیں۔

۵) حالیہ: وہ جملہ ہے جو حال واقع ہو۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَھُوَ رَاکِبٌ۔

۶) معطوفہ: وہ جملہ ہے جو پہلے جملہ پر عطف کیا جائے۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَذَھَبَ عَمْرٌو

سبق نمبر ۳

علاماتِ اسم

الف لام یا جر اس کے شروع میں ہو، جیسے اَلْحَمْدُ، بِزَیْدٍ تنوین اس کے آخر میں ہو، جیسے زَیْدٌ قَاۤئِمٌ مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ مصغر ہو جیسے قُرَیْشٌ، رُجَیْلٌ منسوب ہو جیسے بَغْدَادِیٌّ، ہِنْدِیٌّ تثنیہ ہو جیسے رَجُلَانِ جمع ہو جیسے رِجَالٌ موصوف ہو جیسے رَجُلٌ کَرِیْمٌ تائے متحرک اس سے ملی ہوئی ہو۔ جیسے ضَارِبَۃٌ۔

فائدہ: واضح ہو کہ فعل تثنیہ و جمع نہیں ہوتا اور فعل کے جو صیغے تثنیہ و جمع کہلاتے ہیں وہ فاعل کے اعتبار سے ہیں۔ جیسے فَعَلَا، یَفْعَلَانِ ان دو مردوں نے کیا۔ وہ دو مرد کریں گے۔ ایسے ہی فَعَلُوْا، یَفْعَلُوْنَ ان سب مردوں نے کیا۔ وہ سب مرد کرتے ہیں۔ تو کرنے والے دو مرد یا سب مرد ہیں مطلب یہ نہیں کہ کام دو کیے یا سب کام کیے۔ کام تو ایک ہی کیا مگر کرنے والے دو مرد یا سب مرد ہوئے، خوب سمجھ لو۔

علاماتِ فعل

قَدْ: اس کے شروع میں ہو۔ جیسے قَدْ ضَرَبَ بے شک اس نے مارا ہے۔

سین: شروع میں ہو۔ جیسے سَیَضْرِبُ قریب ہے کہ مارے گا وہ۔

سَوْفَ: شروع میں ہو۔ جیسے سَوْفَ یَضْرِبُ قریب ہے کہ مارے گا وہ۔

حرف جزم داخل ہو۔ جیسے لَمْ یَضْرِبْ

ضمیر متصل ہو۔ جیسے ضَرَبْتَ

آخر میں حرف ساکن ہو جیسے ضَرَبَتْ

امر ہو۔ جیسے اِضْرِبْ

نہی ہو۔ جیسے لَا تَضْرِبْ

علاماتِ حرف

حرف کی علامت یہ ہے کہ اس میں اسم و فعل کی علامت نہ پائی جاوے اور حقیقت یہ ہے کہ کلام میں حرف مقصود نہیں ہوتا بلکہ محض رابطے کا فائدہ دیتا ہے اور یہ ربط کبھی دو اسموں میں ہوتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ فِی الدَّارِ یا ایک اسم اور ایک فعل میں ہو۔ جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ یا دو فعلوں میں جیسے اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ۔

سبق نمبر ۴

معرب و مبنی

آخری حرف کی تبدیلی کے اعتبار سے کلمہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱) معرب ۲) مبنی۔

معرب: وہ کلمہ ہے جس کا آخری حرف ہمیشہ بدلتا رہتا ہو۔ پس جس کے سبب سے یہ تبدیلی ہوتی ہے اس کو عامل کہتے ہیں۔ اور جو چیز آخری حرف سے بدلتی ہے اس کو اعراب کہتے ہیں۔

اعراب دو قسم کا ہوتا ہے۔ حرکتی جیسے ضمہ، فتحہ اور کسرہ۔ حرفی جیسے الف، واوٗ، یاء۔ آخری حرف کو محل اعراب کہتے ہیں۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ اس میں جَاءَ عامل ہے اور زید پر ضمہ ہے۔ رَأَیْتُ زَیْدًا اس میں رَأَیْتُ عامل ہے اور زَیْدًا پر فتحہ ہے۔ اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں باء حرف جر عامل ہے اور زَیْدٍ پر کسرہ ہے۔ پس زید معرب ہے اور زید کا آخری حرف دال محل اعراب ہے اور ضمہ، فتحہ اور کسرہ اعراب ہے۔

مبنی: وہ کلمہ ہے جو ہمیشہ ایک حال پر رہتا ہے یعنی عامل کے بدلنے سے اس کے آخری حرف کی حرکت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ جیسے جَاءَ هٰذَا، رَأَیْتُ هٰذَا اور مَرَرْتُ بِهٰذَا ان مثالوں میں هٰذَا مبنی ہے کہ ہر حالت میں یکساں ہے۔

مبنی آں باشد کہ ماند بر قرار
معرب آں باشد کہ گردد بار بار

مبنی و معرب کے اقسام

تمام اسموں میں صرف اسم غیر متمکن مبنی ہے اور افعال میں فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور فعل مضارع جس میں نون جمع مؤنث اور نون تاکید کا ہو اور تمام حروف مبنی ہیں۔

اسم متمکن معرب ہوتا ہے بشر طیکہ ترکیب میں واقع ہو۔ ورنہ بلا ترکیب کے مبنی ہو گا۔

متمکن اس لیے کہتے ہیں کہ تمکن کے معنیٰ ہیں جگہ دینا اور چوں کہ یہ اسم اعراب کو جگہ دیتا ہے اس لیے اس کو اسم متمکن کہتے ہیں اور یہ مبنی اصل کے مشابہ بھی نہیں ہوتا۔

فعل مضارع معرب ہے بشر طیکہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔ پس ان قسموں کے علاوہ اور مبنی نہیں ہوتا۔ یعنی ایک تو وہ اسم جو مبنی اصل کے مشابہ نہ ہو اور ایک فعل مضارع جب نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔

اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے مشابہ ہو۔ اور مبنی اصل تین ہیں: ۱) فعل ماضی ۲) امر حاضر معروف ۳) تمام حروف

اور یہ مشابہت کئی طرح سے ہوتی ہے۔ یا تو اسم میں مبنی اصل کے معنیٰ پائے جائیں۔ جیسے اَیْنَ میں ہمزۂ استفہام کے معنیٰ پائے جاتے ہیں اور ہمزۂ استفہام حرف مبنی الاصل ہے۔ اور هَيْهَاتَ میں ماضی کے معنیٰ ہیں اور رُوَيْدًا امر حاضر معروف کے معنوں میں ہے۔ اور ماضی، امر مبنی الاصل ہیں۔ یا جیسے حرف محتاج ہوتا ہے ایسے ہی اسم غیر متمکن میں احتیاج پائی جاتی ہے۔ جیسے اسمائے موصولہ و اسمائے اشارہ کہ یہ صلہ اور مشارٌ الیہ کے محتاج ہیں۔ یا اسم غیر متمکن میں تین حروف سے کم ہوں۔ جیسے مَنْ، ذَا۔ یا اس کا کوئی حصہ حرف کو شامل ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ کہ اصل میں اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ تھا۔

سبق نمبر ۵

اسم غیر متمکن کے اقسام

اسم غیر متمکن یا مبنی کی آٹھ اقسام ہیں: ۱) مضمرات ۲) اسمائے موصولہ ۳) اسمائے اشارہ ۴) اسمائے افعال ۵) اسمائے اصوات ۶) اسمائے ظروف ۷) اسمائے کنایات ۸) مرکب بنائی۔

۱) مضمرات: مضمرات کی پانچ قسمیں ہیں:۱) مرفوع متصل ۲) مرفوع منفصل ۳) منصوب متصل ۴) منصوب منفصل ۵) مجرور متصل۔

ضمیر مرفوع متصل: یعنی فاعل کی وہ ضمیر جو فعل سے ملی ہوئی ہو۔ چودہ (۱۴) ہیں:

ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا، ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبَ، ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتْ، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ

ضمیر مرفوع منفصل: یعنی فاعل کی وہ ضمیر جو فعل سے ملی ہوئی نہ ہو بلکہ اس سے جدا ہو۔ وہ چودہ (۱۴) ہیں:

اَنَا، نَحْنُ، اَنْتَ، اَنْتُمَا، اَنْتُمْ، اَنْتِ، اَنْتُمَا، اَنْتُنَّ، هُوَ، هُمَا، هُمْ، هِيَ، هُمَا، هُنَّ

تنبیہ: ضمیر مرفوع علاوہ فاعل کے دوسرے مرفوعات کے لیے بھی آتی ہے۔ یہاں آسانی کے لیے صرف فاعل ذکر کیا گیا۔

ضمیر منصوب متصل: یعنی مفعول کی وہ ضمیر جو فعل سے ملی ہوئی ہو۔ چودہ (۱۴) ہیں:

ضَرَبَنِيْ، ضَرَبَنَا، ضَرَبَكَ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُمْ، ضَرَبَكِ، ضَرَبَكُمَا، ضَرَبَكُنَّ، ضَرَبَهٗ، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ

ترکیب: ضَرَبَ فعل اس میں هُوَ ضمیر فاعل نون وقایہ کا ی ضمیر متکلم کی مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ضمیر منصوب منفصل: یعنی مفعول کی وہ ضمیر جو فعل سے ملی ہوئی نہ ہو۔ اس سے جدا ہو۔

اِیَّایَ، اِیَّانَا، اِیَّاكَ، اِیَّاكُمَا، اِیَّاكُمْ، اِیَّاكِ، اِیَّاكُمَا، اِیَّاكُنَّ، اِیَّاهُ، اِیَّاهُمَا، اِیَّاهُمْ، اِیَّاهَا، اِیَّاهُمَا، اِیَّاهُنَّ۔

تنبیہ: ضمیر منصوب علاوہ مفعول کے دوسرے منصوبات کے لیے بھی آتی ہے۔ یہاں آسانی کے لیے صرف مفعول ذکر کیا گیا۔

ضمیر مجرور متصل: یہ بھی چودہ ہیں اور یہ دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جس پر حرف جر داخل ہو، دوسری وہ کہ جس پر مضاف داخل ہو۔

ضمیر مجرور بحرف جر: لِیْ، لَنَا، لَكَ، لَكُمَا، لَكُمْ، لَكِ، لَكُمَا، لَكُنَّ، لَهٗ، لَهُمَا، لَهُمْ، لَهَا، لَهُمَا، لَهُنَّ۔

ضمیر مجرور باضافت: دَارِیْ، دَارُنَا، دَارُكَ، دَارُكُمَا، دَارُكُمْ، دَارُكِ، دَارُكُمَا، دَارُكُنَّ، دَارُهٗ، دَارُهُمَا، دَارُهُمْ، دَارُهَا، دَارُهُمَا، دَارُهُنَّ۔

فائدہ: کبھی جملہ سے پہلے ضمیر غائب بغیر مرجع کے واقع ہوتی ہے، پس اگر وہ ضمیر مذکر کی ہے تو اس کو ضمیر شان کہتے ہیں۔ اور اگر مؤنث کی ہے تو ضمیر قصہ اور اس ضمیر کے بعد کا جملہ اس کی تفسیر کرتا ہے۔ جیسے اِنَّهٗ زَيْدٌ قَايِمٌ۔ تحقیق شان یہ ہے کہ زید کھڑا ہے۔ اور اِنَّهَا زَيْنَبُ قَايِمَةٌ۔ تحقیق قصہ یہ ہے کہ زینب کھڑی ہے۔

۲) اسمائے موصولہ:

اَلَّذِیْ (وہ ایک مرد کہ)

اَلَّذَانِ (وہ دو مرد کہ)

اَلَّذَيْنِ (وہ دو مرد کہ)

اَلَّذِيْنَ (وہ سب مرد کہ)

اَلَّتِیْ (وہ ایک عورت کہ)

اَلَّتَانِ (وہ دو عورتیں کہ)

اَلَّتَيْنِ (وہ دو عورتیں کہ)

اَللَّاتِیْ (وہ سب عورتیں کہ)

اَللَّوَاتِیْ (وہ سب عورتیں کہ)

مَا، مَنْ، اَیٌّ، اَيَّةٌ اور الف لام بمعنی اَلَّذِیْ اسم فاعل اور اسم مفعول میں۔ جیسے اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَ اور اَلْمَضْرُوْبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضُرِبَ اور ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ قبیلہ بنی طے کی زبان میں جیسے جَاءَ ذُوْ ضَرَبَكَ یعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَكَ۔ اَیٌّ وَ اَيَّةٌ معرب ہیں اور بغیر اضافت کے استعمال ان کا نہیں ہوتا۔

فائدہ: اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کا پورا جزو بغیر صلہ کے نہیں ہوتا۔ اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے جس میں ضمیر موصول کی طرف لوٹنے والی ہوتی ہے۔ جیسے جَاءَ الَّذِیْ اَبُوْہُ عَالِمٌ۔ آیا وہ شخص کہ جس کا باپ عالم ہے۔

ترکیب: جَاءَ فعل اَلَّذِیْ اسم موصول اَبُوْ مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا عَالِمٌ خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا۔ صلہ موصول مل کر فاعل ہوا جَاءَ کا اور جَاءَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳) اسمائے اشارہ: یہ دو قسم پر ہیں: ۱) اشارہ قریب ۲) اشارہ بعید۔

اشارہ قریب یہ ہیں: ھٰذَا (یہ ایک مرد) ھٰذَانِ (یہ دو مرد) ھٰذِہٖ (یہ ایک عورت) ھَاتَانِ (یہ دو عورتیں) ھٰؤُلَاءِ (یہ سب مرد یا عورتیں)۔

اشارہ بعید یہ ہیں: ذَالِكَ (وہ ایک مرد) ذَانِكَ (وہ دو مرد) تِلْكَ (یہ ایک عورت) تَانِكَ (یہ دو عورتیں) اُولٰئِكَ (یہ سب مرد یا عورتیں)

فائدہ: جس کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔ جیسے ھٰذَا الْقَلَمُ نَفِیْسٌ اس مثال میں قلم مشار الیہ ہے۔

ترکیب: ھٰذَا اسم اشارہ اَلْقَلَمُ مشار الیہ، اشارہ مشار الیہ مل کر مبتدا ہوا۔ نَفِیْسٌ خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۴) اسمائے افعال: وہ اسم جو فعل کے معنیٰ میں ہوں۔ ان کی دو قسمیں ہیں:

۱) بمعنی امر حاضر: جیسے رُوَیْدًا، حَیَّهَلْ، هَلُمَّ، دُوْنَكَ، عَلَیْكَ (لازم پکڑ)۔ هَا (پکڑ)۔

۲) بمعنی فعل ماضی: جیسے هَیْهَاتَ (دور ہوا)۔ شَتَّانَ (جدا ہوا)۔ سَرْعَانَ (جلدی کی)۔

۵) اسمائے اصوات: جیسے اُحْ اُحْ (کھانسی کی آواز)، اُفْ (آوازِ درد)، بَخٍّ (آوازِ شادی)، نَخَّ (اونٹ بٹھانے کی آواز)، غَاقِ (آوازِ زاغ)۔

۶) اسمائے ظروف: ۱) ظرفِ زمان: جیسے اِذْ، اِذَا، مَتٰی، کَیْفَ، اَیَّانَ، اَمْسِ، مُذْ، مُنْذُ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ۔

اِذْ: ماضی کے واسطے ہے اگرچہ مستقبل پر داخل ہو۔ اور اس کے بعد جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں آسکتے ہیں۔ جیسے جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور وَ اِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ۔

اِذَا: یہ مستقبل کے واسطے آتا ہے اور ماضی کو بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ اور اٰتِيْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور کبھی مفاجات کے واسطے بھی آتا ہے۔ جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (میں نکلا پس اچانک درندہ کھڑا تھا)۔

مَتٰى: یہ شرط اور استفہام کے لیے آتا ہے۔ جیسے مَتٰى تَصُمْ اَصُمْ (جب تو روزہ رکھے گا میں بھی روزہ رکھوں گا)۔ یہ شرط کی مثال ہے۔ اور مَتٰى تُسَافِرُ (تو کب سفر کرے گا)۔ یہ استفہام کی مثال ہے۔

كَيْفَ: یہ حال دریافت کرنے کے واسطے آتا ہے۔ جیسے كَيْفَ اَنْتَ، فِي اَيِّ حَالٍ اَنْتَ (تو کس حال میں ہے)۔

اَيَّانَ: یہ وقت دریافت کرنے کے واسطے آتا ہے۔ جیسے اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ (کون سا دن ہے جزاء کا)۔

اَمْسِ: جیسے جَاءَنِيْ زَيْدٌ اَمْسِ (آیا میرے پاس زید کل)۔

مُذْ و مُنْذُ: یہ دونوں کام کی ابتدائی مدت بتاتے ہیں۔ جیسے مَا رَأَيْتُهٗ مُذْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا)۔ اور پوری مدت کے لیے بھی آتے ہیں۔ جیسے مَا رَأَيْتُهٗ مُذْ يَوْمَيْنِ (میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا)۔

قَطُّ: یہ ماضی منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے مَا ضَرَبْتُهٗ قَطُّ (میں نے اس کو ہرگز نہیں مارا)۔

عَوْضُ: یہ مستقبل منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔ جیسے لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ (میں اسے کبھی نہیں ماروں گا)۔

قَبْلُ وَ بَعْدُ: جبکہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ متکلم کی نیت میں ہو۔ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔ اَیْ مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْءٍ وَ مِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْءٍ اور جیسے اَنَا حَاضِرٌ مِنْ قَبْلُ (یعنی مِنْ قَبْلَكَ)۔ مَتٰى تَجِيْءُ بَعْدُ (یعنی بَعْدَ هٰذَا)

۲) ظرفِ مکان: حَیْثُ، قُدَّامُ، خَلْفُ، تَحْتُ، فَوْقُ، عِنْدَ، أَیْنَ، لَدٰی، لَدُنْ۔

حَیْثُ: یہ اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے اِجْلِسْ حَیْثُ زَیْدٌ جَالِسٌ یعنی اِجْلِسْ مَکَانَ جُلُوْسِ زَیْدٍ۔

قُدَّامُ وَ خَلْفُ: جیسے قَامَ النَّاسُ قُدَّامُ و خَلْفُ یعنی قُدَّامَهٗ و خَلْفَهٗ۔

تَحْتُ وَ فَوْقُ: جیسے جَلَسَ زَیْدٌ تَحْتُ، وَ صَعِدَ عَمْرٌو فَوْقُ۔ اِیْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَفَوْقَ الشَّجَرَةِ مَثَلًا

عِنْدَ: جیسے اَلْمَالُ عِنْدَ زَیْدٍ (مال زید کے پاس ہے)۔

أَیْنَ وَ أَنّٰی: خواہ استفہام کے لیے آئیں، جیسے أَیْنَ تَذْهَبُ؟ (تو کہاں جاتا ہے؟) أَنّٰی تَقْعُدُ؟ (تو کہاں بیٹھے گا؟) یا شرط کے لیے جیسے أَنّٰی تَجْلِسْ اَجْلِسْ (تو جہاں بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) اور أَنّٰی تَذْهَبْ اَذْهَبْ (جہاں تو جائے گا میں جاؤں گا)۔

اور أَنّٰی کَیْفَ کے معنی میں بھی آتا ہے جبکہ فعل کے بعد آئے۔ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: فَأْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ۔ اَیْ کَیْفَ شِئْتُمْ (پس آؤ تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو)۔

لَدٰی وَ لَدُنْ: یہ دونوں عِنْدَ کے معنی میں آتے ہیں۔ اور فرق عِنْدَ اور ان دونوں میں یہ ہے کہ عِنْدَ میں شے کا قبضہ اور ملک میں ہونا کافی ہے اور ہر وقت پاس رہنا ضروری نہیں ہے۔ جیسے اَلْمَالُ عِنْدَ زَیْدٍ (مال زید کے پاس ہے۔ خواہ مال خزانے میں ہو یا اس کے پاس حاضر ہو) اور اَلْمَالُ لَدٰی زَیْدٍ اس وقت کہیں گے جب مال زید کے پاس حاضر ہو۔ پس عِنْدَ عام ہے اور لَدٰی و لَدُنْ خاص ہیں ۔ خوب سمجھ لو!

فائدہ ۱) قَبْلُ، بَعْدُ، تَحْتُ، فَوْقُ، قُدَّامُ، خَلْفُ، حَیْثُ، قَطُّ، عَوْضُ۔ ضمہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور اَیَّانَ، کَیْفَ، أَیْنَ فتحہ پر مبنی ہوتے ہیں اور اَمْسِ کسرہ پر مبنی ہوتا ہے باقی ظروف سکون پر۔

فائدہ: ۲) ظروف غیر مبنی جب جملہ یا اِذْ کی طرف مضاف ہوں تو ان کا فتحہ پر مبنی ہونا جائز ہے، کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی: هٰذَا یَوْمَ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ تو یہاں یَوْمَ کو مفتوح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے یَوْمَئِذٍ، حِیْنَئِذٍ۔

۷)اسمائے کنایات: یعنی وہ اسماء جو شے مبہم پر دلالت کریں ۔ جیسے کَمْ ، کَذَا کنایہ ہیں عدد سے اور کَیْتَ ، ذَیْتَ۔ کنایہ ہیں بات سے۔

۸)مرکب بنائی: جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

سبق نمبر ۶

معرفہ و نکرہ

اسم کی باعتبار عموم و خصوص کے دو قسمیں ہیں: ۱)معرفہ ۲) نکرہ

معرفہ: وہ اسم ہے جو خاص چیز کے لیے بنایا گیا ہو۔ اس کی سات قسمیں ہیں:

۱)ضمیر: وہ اسم ہے جو کسی نام کی جگہ بولا جائے۔ جیسے ھُوَ، أَنْتَ ، نَحْنُ۔

۲)علَم: جو کسی خاص شہر یا خاص آدمی یا خاص چیز کا نام ہو۔ جیسے زَیْدٌ، دِھْلِیٌّ، زَمْزَمُ۔

۳) اسمِ اشارہ: یعنی وہ اسم جس سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے۔ جیسے ھٰذَا، ذَالِكَ۔

۴)اسمِ موصول: یعنی وہ اسم جو صلہ کے ساتھ مل کر جملہ کا جزو بن سکے۔ جیسے اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ۔

۵)معرّف باللّام: یعنی وہ اسم جسے نکرہ پر الف لام داخل کرکے معرفہ بنایا گیا ہو۔ جیسے اَلرَّجُلُ۔

۶)وہ اسم جو ان پانچوں قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو: مثالیں بالترتیب یہ ہیں:

ضمیر کی طرف مضاف جیسے غُلَامُہٗ ، فَرَسُكَ ، کِتَابِیْ

علم کی طرف مضاف جیسے غُلَامُ زَیْدٍ ، سَاكِنُ الدِّھْلِیْ ، مَاءُ زَمْزَمَ۔

اسم اشارہ کی طرف مضاف جیسے کِتَابُ ھٰذَا ، فَرَسُ ذَالِكَ۔

اسم موصول کی طرف مضاف جیسے غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدَكَ ، بِنْتُ الَّتِیْ ذَھَبَتْ۔

معرف باللام کی طرف مضاف جیسے غُلَامُ الرَّجُلِ۔

۷)معرفہ بہ نداء: یعنی وہ اسم جو پکارنے کی وجہ سے معرفہ بن جائے۔ جیسے یَا رَجُلُ اس میں یاء حرف نداء ہے اور رجل منادیٰ ہے۔

نکرہ: وہ اسم ہے جو غیر معین یعنی عام چیزوں کے لیے بنایا گیا ہو۔ جیسے فَرَسٌ کہ کسی خاص

گھوڑے کا نام نہیں ہے بلکہ ہر گھوڑے کو عربی میں فَرَسٌ کہتے ہیں اور جب فَرَسُ زَيْدٍ یا فَرَسُ هٰذَا کہہ دیا تو خاص ہو کر معرفہ بن گیا۔

سبق نمبر ۷

عدد اور اس کی تمیز کے قوانین

نحو کی کتابوں میں جس قدر تفصیل موجود ہے اس کو پڑھانے کے بعد اگر حسب ذیل قواعد زبانی یاد کرا دیے جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ تمام عمر عبارت پڑھنے میں غلطی نہ ہوگی۔

قاعدہ نمبر ۱) ایک اور دو کی تمیز نہیں آتی۔

قاعدہ نمبر ۲) تین سے دس تک کی تمیز جمع اور مجرور ہوتی ہے۔ جیسے سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ، خَمْسُ نِسْوَةٍ۔

قاعدہ نمبر ۳) گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز مفرد منصوب ہوگی۔ مثلاً اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا، لِيْ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً اور فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشَرَةَ عَيْنًا۔

قاعدہ نمبر ۴) سو اور سو کے بعد تمیز مفرد مجرور ہوگی۔ جیسے فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ، لَبِثْتُ مِائَةَ عَامٍ اور يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ۔

فائدہ: اوپر لکھے ہوئے ان چار قواعد کو زبانی یاد کرا کے عبارت میں ان کی مشق کرائیں۔
اس کے بعد حسبِ ذیل قواعد یاد کرائے جائیں:

۱) اگر تمیز مذکر ہو تو عدد مؤنث "تاء" کے ساتھ اور اگر مؤنث ہو تو عدد مذکر لاتے ہیں۔ جیسے خَمْسَةُ رِجَالٍ۔ ثَلٰثُ نِسْوَةٍ۔ ثَلٰثُ بَنَاتٍ۔ تِسْعَةُ رَهْطٍ۔ یہ قاعدہ تین سے دس تک کے لیے ہے۔ سَبْعَ لَيَالٍ، ثَمَانِيَةَ اَيَّامٍ وغیرہ کی مثال بھی گزر چکی ہے۔ دس کے بعد بیس، تیس، چالیس وغیرہ جملہ دہائیوں میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہیں۔ جیسے عِشْرُوْنَ رَجُلًا، عِشْرُوْنَ اِمْرَاَةً اور عقود کے ساتھ جب اکائی لگائی جاتی ہے تو واؤ عاطفہ بڑھاتے ہیں۔ جیسے اَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ (۲۱) اَحَدٌ وَّثَلٰثُوْنَ (۳۱) وغیرہ۔

۲) کبھی خلاف قاعدہ جمع لاتے ہیں۔ جیسے وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِأَةٍ سِنِيْنَ۔

۳) کبھی تمیز مقدم ہوتی ہے اور ممیز مؤخر، پھر یہ موصوف اور صفت کی ترکیب ہے۔ جیسے وَلَهٗ شَرَائِطُ سِتَّةٌ۔ اس ترکیب میں شَرَائِطُ اور سِتَّةٌ دونوں مرفوع ہوں گے۔

۴) تین سے دس تک کی تمیز اگر سو ہوگی تو خلافِ قیاس یہ تمیز مفرد مجرور ہوگی۔ جیسے ثَلٰثُ مِأَةٍ وَتِسْعُ مِأَةٍ۔

نوٹ: یہ چار مذکورہ قواعد صرف ذہن نشین کرادینا کافی ہے۔ لیکن اگر ان قواعد اربعہ کے اوپر جو قواعد مذکور ہیں ان کو زبانی بار بار سنا جاوے تاکہ خوب یاد ہو جاویں۔

فن نحو سے تصوّف کا ثبوت

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ا کے شروع میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ: بَعْدَ مِأَتَيْنِ وَ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً (۲۳۰ سال کے بعد کسی کی قبر کھودتے وقت امام صاحب کی قبر کھل گئی تو دیکھا گیا کہ کفن بھی پرانا نہ ہوا تھا بالکل تازہ تھا اور جسم مبارک بھی بالکل تازہ تھا ذرا بھی متغیر نہ تھا۔ یہاں بتانا یہ ہے کہ سَنَةً مفرد منصوب ہے کیوں کہ اس پر ثَلٰثِيْنَ کا عمل ہے اور مِأَتَيْنِ (دوسو) کی طاقت کا اس پر عمل نہ ہوا اور ورنہ مفرد مجرور ہوتا۔ تو اس مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ سَنَةً جو تیس کا صحبت یافتہ ہے اس پر عامل قریب کا فیض ہے اور کئی گنا طاقت دوسو سے متاثر نہ ہوا۔ پس گمراہی کے اسباب اگر قوی ہوں تو گھبرانے کی بات نہیں۔ عامل قریب نیک کی صحبت میں رہو یہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ آیت کی تفسیر ہے صالحین کے ساتھ رہو تو صالح بن جاؤ گے۔ طلباء کو ذہن نشین کرائیے۔

سبق نمبر ۸

مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے قواعد

اس مضمون کو نحو میر سے شرح جامی تک بار بار پڑھایا جاتا ہے لیکن تجربہ سے معلوم ہوا کہ اکثر یہ قواعد زبانی یاد نہیں رہتے۔ جس سے تمام عمر محض اندازہ سے عبارت پڑھتے

ہیں۔اور یقین کے ساتھ عبارت کو صحیح پڑھنے کی قدرت اور استعداد نہیں ہوتی۔ اور یاد نہ ہونے کا سبب اصطلاحات کی مشکلات اور طول مضمون ہوتا ہے۔ اس لیے اصطلاحات کے ساتھ تمام مضامین پڑھانے کے بعد صرف یاد کرانے کے لیے اور عبارت صحیح پڑھنے کے لیے چار ضروری قواعد تحریر کیے جاتے ہیں۔ جن کے یاد کر لینے سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام عمر مستثنیٰ کے اعراب صحیح پڑھنے کی استعداد پیدا ہو جاوے گی۔

مستثنیٰ کی چار قسمیں

۱)کلام مثبت ۲) کلام منفی ۳)غیر اور سویٰ کا مابعد ۴)ماخلا اور ماعدا وغیر کا مابعد۔ (جبکہ استثناء کے لیے استعمال ہوں)

قاعدہ نمبر ۱) کلام مثبت کا مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (کلام مثبت وہ کلام ہے جس میں کوئی حرف نفی نہ ہو)۔

ضروری نوٹ:طالب علم کو صرف اس قدر یاد کرایا جاوے کہ جب کلام میں حرف نفی نہ ہو تو یقین کے ساتھ مستثنیٰ پر نصب پڑھیے ۔ خواہ مستثنیٰ متصل ہو یا منقطع۔ جیسے کُلُّ اَسْمَاءِ الْأَنْبِیَاءِ مُمْتَنِعَةٌ اِلَّا سِتَّةً، کُلُّ حَیَوَانٍ یُحَرِّكُ فَکَّهُ الْاَسْفَلَ اِلَّا التِّمْسَاحَ۔

کلام مثبت میں مستثنیٰ متصل کی مثال:جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا اور منقطع کی مثال: جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا ہے۔

قاعدہ نمبر ۲) کلام منفی کی دو صورتیں:

(الف): اگر مستثنیٰ منہ مذکور ہے تو مستثنیٰ منہ کا اعراب مستثنیٰ کو علیٰ سبیل بدل دے دیا جائے گا۔ اور مستثنیٰ منہ مبدل منہ ہو گا۔ اور مستثنیٰ اس کا بدل ہو گا۔ اور مبدل منہ اور مبدل کا اعراب ایک ہوتا ہے۔ جیسے مَاجَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدٌ۔

نوٹ: بر سبیل استثناء ایسے مستثنیٰ کو منصوب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جیسے مَاجَاءَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا۔

(ب): اگر مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو علیٰ حسبِ عوامل اعراب ہو گا۔ جیسے مَا جَاءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ۔ مَا بَقِیَ مِنْهَا اِلَّا كَتِفُهَا۔

قاعدہ نمبر ۳) لفظ غَیْرَ اور سِوٰی سے جب استثناء کیا جائے گا تو غَیْرَ پر وہ اعراب آئے گا جو اِلَّا کے استعمال کے وقت مستثنیٰ پر آتا ہے۔ گویا مستثنیٰ کا اعراب غَیْرَ لے لے گا۔ اور غَیْرَ کے بعد جو مستثنیٰ ہو گا وہ غَیْرَ کا مضاف الیہ ہو کر مجرور ہو جائے گا۔
مثال: جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ۔

اس مثال میں غَیْرَ منصوب ہے کیوں کہ یہ کلام مثبت ہے اور اس جگہ اگر حرف اِلَّا استعمال ہوتا تو اس کا مابعد لفظ زَیْدًا منصوب ہوتا۔ بعینہ وہ اعراب غَیْرَ پر جاری ہوا۔ اور مابعد غَیْرَ کا مجرور ہو گیا بوجہ مضاف الیہ ہونے کے۔

مثال: جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ۔ (یہ مستثنیٰ منقطع کی مثال ہے)۔ (الف): مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ۔ (ب): مَا جَاءَنِیْ اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ۔ (الف) میں علی حسب بدل مرفوع ہے۔ اور (ب) کی صورت میں بر سبیل استثناء نصب بھی جائز ہے۔

ضروری نوٹ: یہ قاعدہ نمبر ۳) یاد کرانے کے لیے صرف اس قدر یاد کرایا جاوے کہ غَیْرَ کا اعراب وہی ہوتا ہے جو اِلَّا کے بعد مستثنیٰ کا ہوتا ہے۔ ورنہ تفصیل سے سبق محفوظ نہ ہو سکے گا اور دماغ منتشر ہو گا۔ تفصیل کو صرف ذہن نشین کرایا جاوے۔ البتہ زیادہ ذہین اور قوی الحافظہ طالب العلم کو سب یاد کرانا مناسب ہو گا۔ مثال: مَا جَاءَنِیْ غَیْرُ زَیْدٍ میں مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہے لہٰذا غَیْرَ کا اعراب علیٰ حسب العامل ہو گا۔ جیسا کہ اس مثال میں غَیْرُ، مَا جَاءَ کا فاعل ہے۔

قاعدہ نمبر ۴) مَا خَلَا وَ مَا عَدَا اور غیرہ کا مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے جیسے

اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ۔ قَالَ جَابِرٌ: مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالَتْ بِهِ الدُّنْیَا وَمَالَ بِهَا مَا خَلَا عُمَرَ وَ اِبْنَهٗ عَبْدَ اللّٰهِ۔

اس مثال میں مَا خَلَا نے اپنے مستثنیٰ کو نصب دیا ہے۔

نوٹ: مَا خَلَا اور مَا عَدَا وغیرہ اگر استثناء کے لیے استعمال نہ ہوں تو پھر یہ افعال ناقصہ کا

عمل کریں گے۔ جیسے خَلَا الْبَیتُ زَیْدًا۔ گھر خالی ہو گیا زید سے۔ اس جملہ میں خَلَا فعل ناقص البیت اس کا اسم اور زید اس کی خبر ہے۔

قاعدہ نمبر ۵) کبھی اِلَّا، غَیْرَ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس وقت یہ اِلَّاصفتیہ ہوتا ہے۔ استثناء مقصود نہیں ہوتا اس لیے یہ اِلَّا استثنائیہ نہیں ہوتا۔ اس وقت اِلَّا کے مابعد کو وہی اعراب دیا جاتا ہے جو غَیْرَ کا اعراب ہوتا ہے۔ جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ اس مثال میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، لَا اِلٰهَ غَیْرُ اللهِ کے معنی میں ہے اور غیر کا رفع اِلَّا کے مابعد کو دے دیا گیا۔ لیکن اِلَّا غَیْرَ کے معنی میں جب ہوتا ہے جہاں استثناء کی کوئی صورت ممکن نہ ہو۔ نہ اس کو متصل بنا سکیں نہ منقطع بنا سکیں۔

حل اصطلاحات: کلام مثبت کو کلام موجب بھی کہتے ہیں اور وہ کلام جس میں حرف نفی ، نہی، استفہام ہو اس کو غیر موجب کہتے ہیں۔ اور کلام منفی میں اگر مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو مستثنیٰ مفرغ کہتے ہیں اور اگر مذکور ہو تو غیر مفرغ ۔ اسی طرح اگر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو تو اس کو مستثنیٰ متصل کہتے ہیں اور اگر اس کی جنس سے نہ ہو تو اس کو منقطع کہتے ہیں۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا زید مستثنیٰ متصل ہے کیوں کہ زید قوم میں داخل ہے۔ اور فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ اِلَّا اِبْلِیْسَ یہ مستثنیٰ منقطع ہے کیوں کہ ابلیس جن تھا فرشتوں میں داخل نہ تھا۔

تنبیہ: ان اصطلاحات کو یاد کرانے سے پہلے کئی ماہ تک اوپر لکھے ہوئے قواعد کو خوب پختہ یاد کرایا جائے۔ جب ان چار مذکورہ قواعد کے یاد ہو جانے پر اطمینان ہو جائے تو پھر ان اصطلاحات کو سمجھا دیا جائے۔

وجہ تسمیہ مُفَرَّغ و غَیْر مُفَرَّغ: بڑوں کے سامنے چھوٹے اور مخدوم کے سامنے خادم فارغ نہیں ہوتے۔ لہٰذا مستثنیٰ منہ کی موجودگی میں مستثنیٰ غیر مفرغ (غیر فارغ) ہوتا ہے اور مستثنیٰ منہ کی غیر موجودگی میں مستثنیٰ مفرغ (فارغ) ہوتا ہے۔ یعنی معمول بننے سے فراغ ملتا ہے۔

حل اشکال: کلام مثبت میں بعض وقت بعض عبارت منفی کے محذوف ہونے کے سبب اس کا مستثنیٰ منصوب نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس عبارت کو ظاہری اصول پر منصوب پڑھنا بھی صحیح ہے۔

جیسے حدیث میں یہ عبارت ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَ مَا وَالَاهُ وَ عَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ

اس عبارت کو دو طرح پڑھنا جائز ہے۔

۱) ذِكْرُ اللهِ کو منصوب پڑھا جائے اور عَالِمٌ اور مُتَعَلِّمٌ کو بوجہ عطف کے نصب کے ساتھ عَالِمًا اور مُتَعَلِّمًا پڑھا جائے۔

۲) ذِكْرُ اللهِ کو مرفوع پڑھنا اور عَالِمٌ اور مُتَعَلِّمٌ کو اس پر عطف کرنا جیسا کہ مشکوٰۃ کی روایت میں ہے۔ رفع کی اس صورت میں اس تاویل کو محذوف سمجھا جائے گا۔

كَأَنَّهُ قِيْلَ الدُّنْيَا مَذْمُوْمَةٌ لَا يُحْمَدُ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَ عَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ

سبق نمبر ۹

اسم اِنَّ اور اس کے اخوات اور اسم كَانَ اور جملہ افعالِ ناقصہ کا ایک خاص قانون

اِنَّ یا كَانَ کے بعد اگر جار مجرور یا ظرف آئے گا تو اِنَّ اور كَانَ کا اسم مؤخر ہو جائے گا۔ یعنی اِنَّ کا اسم منصوب اور كَانَ کا مرفوع جیسے اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا، اِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا، اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً، اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ۔ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ اِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَ اِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، اِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَ فِتْنَةُ أُمَّتِيَ الْمَالُ اور اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً ان تمام مثالوں میں اِنَّ کا اسم منصوب مؤخر ہو گیا ہے اور جار مجرور اپنے متعلق محذوف سے مل کر خبر مقدم ہے۔

اور اِنْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ میں بَعْدِيْ ظرف ہے اس لیے كَانَ کا اسم مؤخر مرفوع ہے۔ بعض لوگ جو قواعد سے باخبر نہیں ہیں وہ اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ اور

اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةٌ اور اِنْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِيًّا پڑھتے ہیں جو بالکل غلط ہے اور قواعد نحو سے لاعلمی ہے۔

تنبیہ: اِنَّ اور كَانَ کے بعد جار مجرور یا ظرف کے بعد اِنَّ کا اسم مؤخر ہونا خوب مشق کرادیا جاوے۔ اس قاعدہ کی اکثر و بیشتر ضرورت پیش آتی ہے۔ مذکورہ قاعدہ یاد کرنے کے بعد ان شاء اللہ یقین کے ساتھ عبارت کی صحت ہو گی۔

حل اشکال: اسم کے مؤخر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اِنَّ اور كَانَ کا اسم مبتداء کے حکم میں ہوتا ہے اور مبتداء میں استقلال کی شان ہوتی ہے ظرف اور جار مجرور میں بوجہ ضعف مبتداء بننے کی صلاحیت نہیں ہوتی اس وجہ سے ان کو خبر مقدم بنایا جاتا ہے۔ اور اسم کو مبتداء مؤخر بنایا جاتا ہے۔

سبق نمبر ۱۰

اِنَّ (بِالْكَسْر) اور اَنَّ (بِالْفَتْح) کے مواقعِ استعمال

چار مقامات پر اِنَّ (بالکسر) آتا ہے:

۱) ابتدائے کلام میں۔ جیسے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

۲) قول کے بعد۔ جیسے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

۳) جواب قسم میں۔ جیسے وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝۲

۴) جب خبر پر لام تاکید داخل ہو، جیسے قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝۱۶

اور پانچ مقامات پر اَنَّ (بالفتح) آتا ہے:

۱) وسط کلام میں۔ جیسے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

۲) عِلم کے بعد۔ جیسے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ۔

۳) ظن کے بعد۔ جیسے يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ۔

۴) حرف "لَوْ" کے بعد۔ جیسے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔

۵) حرف "لَوْلَا" کے بعد۔ جیسے فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ۔

فائدہ: ان قواعد کو زبانی یاد کرا کے بار بار سنا جاوے اور عبارت میں اس کی تمرین و مشق کرائی جاوے۔

سبق نمبر ۱۱

کَمْ کی قسمیں

کَمْ کی دو قسمیں ہیں: ۱) کَمْ استفہامیہ ۲) کَمْ خبریہ۔

کَمْ استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔ جیسے کَمْ رَجُلًا فِیْ بَیْتِكَ اور کَمْ خبریہ کی تمیز مجرور ہوتی ہے۔ جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ اسی طرح۔

کَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ اَعْیَتْ مَذَاهِبُهٗ
وَجَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا

ترجمہ: بہت سے اہل عقل رزق کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں
اور بہت سے جاہل تم ان کو نہایت فراخیٔ رزق میں پاؤ گے۔

نوٹ: کم استفہامیہ پر مشتمل جملہ انشائیہ ہوتا ہے کیوں کہ استفہام از قسم انشاء ہوتا ہے۔ اس کی ترکیب نحوی اس طرح ہے۔

ترکیبِ نحوی۔ کَمْ رَجُلًا فِیْ بَیْتِكَ

کَمْ ممیز۔ رَجُلًا تمیز۔ ممیز اپنے تمیز سے مل کر مبتداء ہوا۔ فِیْ بَیْتِكَ جار مجرور اپنے متعلق محذوف سے مل کر خبر۔ اور مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ استفہامیہ ہوا۔

ترکیبِ نحوی۔ کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ

کَمْ ممیز مضاف۔ مَالٍ تمیز مضاف الیہ۔ مضاف و مضاف الیہ مل کر مفعول بہٖ مقدم۔ اَنْفَقْتُهٗ فعل، فاعل اور مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل، مفعول مقدم اور مفعول مؤخر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

كَمْ خبریہ میں متکلم مخبر ہوتا ہے (یعنی خبر دینے والا)۔ اور کم استفہامیہ میں مستخبر ہوتا ہے (یعنی خبر طلب کرنے والا)۔

تنبیہ: اگر کم خبریہ کی تمیز میں فصل ہوتا ہے تو مِنْ کا لانا واجب ہے۔ جیسے كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ۔

سبق نمبر ۱۲

مَا و اَنْ مصدریہ

یہ دو حروف ایسے ہیں کہ فعل پر داخل ہو کر اسے مصدر کے معنیٰ میں کر دیتے ہیں۔ اِن کو مَا اور اَنْ مصدریہ کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی ان کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً مَا مصدریہ کی مثال وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اور اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ان دونوں آیتوں میں ما مصدریہ نے فعل ماضی کو مصدر کے معنیٰ میں کر دیا ہے۔

اَنْ مصدریہ کی مثال: وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا اور كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَكُوْنَ كُفْرًا

سبق نمبر ۱۳

حروف ناصبہ کی اقسام

فعل مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں:

۱) اَنْ: مثلاً اَنْ تَعْبُدَ اللهَ

۲) لَنْ: مثلاً لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ

۳) كَيْ: مثلاً كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً

۴) اِذَنْ: مثلاً اِذَنْ اُكْرِمَكَ

نوٹ: حرف ناصب اَنْ چھ مقامات پر مقدر ہوتا ہے۔

۱) حتّٰی کے بعد جیسے مَرَرْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ الْبَلَدَ

۲)لامِ جحد کے بعد جیسے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

۳)اَوْ کے بعد جو اِلَّا یا اِلٰی کے معنٰی میں ہو۔ جیسے لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِیْ حَقِّیْ

۴)واوَصرف کے بعد۔ جیسے لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِیَ مِثْلَهٗ جس کام کو تو خود کرتا ہے اس سے دوسروں کو نہ روک)

۵)لامِ کَیْ کے بعد۔ جیسے لِيَجْزِيَهُمْ، لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ۔

۶)اُس فاء کے بعد جو مندرجہ ذیل چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو:

۱)امر۔ مثلاً اَسْلِمْ فَتَسْلَمَ

۲) نہی۔ مثلاً وَلَا تَعْصِ فَنُعَذِّبَكَ

۳) نفی۔ مثلاً مَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا

۴)استفہام۔ مثلاً أَيْنَ بَيْتُكَ فَاَزُوْرَكَ

۵) تمنی۔ مثلاً لَيْتَ لِیْ مَالًا فَاُنْفِقَ مِنْهُ

۶) عرض۔ مثلاً اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا

نوٹ: فاء کے بعد اَنْ مقدر ہونے کے لیے اس کا چھ چیزوں میں سے کسی ایک کے جواب میں واقع ہونے کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ فاء کا ما قبل مابعدِ فاء کے لیے سبب ہو۔

سبق نمبر ۱۴

فاعل مؤنث حقیقی و غیر حقیقی کا قاعدہ

قاعدہ نمبر ۱) فاعل مؤنث حقیقی ہو تو اس کا فعل مؤنث لانا واجب ہے۔ جیسے قَامَتْ هِنْدٌ وَ هِنْدٌ قَامَتْ۔

قاعدہ نمبر ۲)فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو یا جمع مکسر ہو۔ تو ان کا فعل مذکر اور مؤنث دونوں لاسکتے ہیں۔ مثلاً:

طَلَعَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الشَّمْسُ، وَقَامَ الرِّجَالُ اور قَامَتِ الرِّجَالُ۔

سبق نمبر ۱۵

مفعول کی بحث

مفعول مطلق: وہ مصدر ہے جو فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اسی فعل کا ہو۔

جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

مفعول مطلق کی تین قسمیں: ۱) تاکیدی ۲) نوعی ۳) عددی

تاکیدی: جو فعل کی تاکید پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا

نوعی: اس میں نوعیت فعل کا تذکرہ ہوتا ہے۔ مثلاً جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیٔ

عددی: اس میں تعداد فعل کا ذکر ہوتا ہے۔ مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبَةً، ضَرَبْتُ ضَرْبَتَيْنِ، ضَرَبْتُ ضَرَبَاتٍ۔

نوٹ: کبھی مفعول مطلق تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے۔ مثلاً مَرَرْتُ بِزَيْدٍ فَإِذَا لَهٗ صَوْتٌ صَوْتَ حِمَارٍ۔

اکثر مفعول مطلق اسی فعل کا مصدر ہوتا ہے۔ کبھی معنیٰ میں اس فعل کے ہوتا ہے۔ جیسے قَعَدتُّ جُلُوْسًا۔ اور اکثر فعل ثلاثی کا مصدر بھی ثلاثی ہوتا ہے۔ کبھی فعل ثلاثی کے لیے مفعول مطلق مزید فیہ کا مصدر ہوتا ہے۔

نوٹ: جو مصدر فعل کے عدد کو بیان کرے اس کو اسم مرۃ کہتے ہیں۔ اور جو مصدر کی نوعیت کو بیان کرے اس کو اسم نوع کہتے ہیں۔ اسم مرۃ کا وزن فَعْلَةٌ ہے۔ اور اسم نوع کا وزن فِعْلَةٌ ہے۔

مفعول لہٗ: وہ اسم ہے کہ جس کے سبب سے فعل واقع ہو۔ جیسے ضَرَبْتُهٗ تَأْدِيْبًا

مفعول معہٗ: وہ اسم ہے کہ جو واؤ کے بعد واقع ہو اور وہ واؤ مَعْ کے معنیٰ میں ہو۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَالْكِتَابَ (زید آیا مع کتاب کے۔)

مفعول فیہ: وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہوا ہو اور اس کو ظرف کہتے ہیں۔ اور ظرف کی دو قسمیں ہیں: ۱) ظرف زمان۔ ۲) ظرف مکان۔

۱) ظرف زمان کی مثال جیسے جِئْتُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ (میں جمعرات کے دن آیا)۔

۲) ظرف مکان کی مثال جیسے جَلَسْتُ خَلْفَهٗ (میں اس کے پیچھے بیٹھا)

مفعول مالم یُسَمَّ فاعلہٗ: یہ وہ اسم ہے کہ جس کے فاعل کا ذکر نہ ہو۔ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ۔

ضُرِبَ مَثَلٌ

سبق نمبر ۱۶

توابع کی قسمیں

توابع کی پانچ قسمیں ہیں:

۱) مُبَیَّن بیان: مثلاً قَامَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ (ابو حفص مبیّن ، عمر بیان ہے۔)

۲) مبدل منہ وبدل: مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْكَ (زید مبدل منہ، اخوک بدل ہے۔)

۳) موصوف وصفت: جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ (رجل موصوف، عالم صفت ہے۔)

۴) مؤکد و تاکید: جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ (پہلا زید مؤکد اور دوسرا زید تاکید ہے۔)

کَمْ عَاقِلٍ عَاقِلٍ اَعْیَتْ مَذَاهِبُهٗ
وَکَمْ جَاهِلٍ جَاهِلٍ تَلْقَاهُ مَرْزُوْقًا

اس مثال میں پہلا عاقل تمیز اور مؤکد ہے اور دوسرا عاقل اس کی تاکید ہے۔ اسی طرح دوسرے مصرع میں جاہل کو قیاس کیجیے۔

۵) معطوف علیہ و معطوف: مثلاً قَامَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید معطوف علیہ اور عمرو معطوف ہے۔)

نوٹ:۱) جو اعراب متبوع کا ہوتا ہے وہی تابع کا ہوگا۔

نوٹ:۲) مُبَیَّن، بیان میں عموماً نام، کنیت، لقب ہی ہوتے ہیں اس لیے بیان اس کو بنائیں گے جو زیادہ مشہور ہو، مثلاً اگر نام مشہور زیادہ ہے تو کنیت کو مبین اور نام کو اس کا بیان بنائیں گے۔ لیکن اگر لقب یا کنیت زیادہ مشہور ہو تو اس کو بیان بنائیں گے۔

نوٹ:۳) مبدل منہ اور بدل میں بدل ہی مقصود بالذکر ہوا کرتا ہے اور عطف میں معطوف علیہ و معطوف دونوں مقصود ہوا کرتے ہیں۔ چناں چہ حدیث میں جو دعا آئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَ الْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ۔اس میں محبتِ حق اور محبتِ اہل حق دونوں مقصود ہیں اور اسی طرح اعمال صالحہ بھی۔

سبق نمبر ۱۷

بدل کی اقسام

بدل کی چار قسمیں ہیں:

۱) بدل الکل ۲) بدل البعض ۳) بدل الاشتمال ۴) بدل الغلط

بدل الکل: وہ بدل ہے جس میں مبدل منہ کا کل مراد ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ اَخُوْكَ۔

بدل البعض: وہ بدل ہے جس میں مبدل منہ کا کوئی جزء مراد ہوتا ہے۔ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُہٗ۔

بدل الاشتمال: وہ بدل ہے جس میں بدل منہ کا نہ کل مراد ہوتا ہے نہ جزء۔ بلکہ مبدل منہ کا کوئی متعلق مراد ہوتا ہے۔ جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ۔

بدل الغلط: وہ بدل ہے جو مبدل منہ کی غلطی ظاہر کرتا ہے، گویا متکلم بدل الغلط سے اپنے کلام کو صحیح کرتا ہے کہ مبدل منہ حقیقۃً غلط ہے اور صحیح یہ ہے۔ مثلاً رَأَیْتُ حِمَارًا زَیْدًا۔

فائدہ: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ مبدل منہ ہے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اس کا بدل الکل من الکل، بدل الموافق اور بدل المطابق ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر بیان القرآن میں تحریر فرمایا ہے، بدل کی ترکیب میں بدل ہی مقصود کلام کا ہوتا ہے۔ پس صراط المستقیم سے منعم علیھم کا راستہ مقصود ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر مبدل منہ نازل فرمانے میں کیا حکمت ہے، جبکہ بقاعدہ نحو بدل ہی مقصود ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مبدل منہ میں منعم علیھم کے راستے کی ایک خاص صفت مذکور ہے اور وہ مستقیم ہونا ہے۔ اس صفت کا پتا مبدل منہ ہی سے معلوم ہو رہا ہے۔ طلبہ کو بدل الکل سمجھانے کے لیے قرآن پاک کی یہ مثال یاد کرانی چاہیے تاکہ ان کو

اہل اللہ کی صحبت کا بھی شوق پیدا ہو اور صحبتِ اہل اللہ کا مہتم بالشان ہونا معلوم ہو۔

سبق نمبر ۱۸

افعالِ مدح وذم کا بیان

افعالِ مدح دو ہیں: ۱) نِعْمَ ۲) حَبَّذَا

اسی طرح افعالِ ذم بھی دو ہیں: ۱) بِئْسَ ۲) سَاءَ

مثالیں: ۱) نِعْمَ الْعَبْدُ زَيْدٌ ۲) حَبَّذَا زَيْدٌ ۳) بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ ۴) سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ

ان کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے:

تمیز: مثلاً نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ۔ بِئْسَ رَجُلًا زَيْدٌ

اضافت: مثلاً نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ۔ بِئْسَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ

الف لام: مثلاً نِعْمَ الْعَبْدُ اَيُّوبُ۔ سَاءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ

نوٹ ۱): افعالِ مدح اور افعالِ ذم اپنے استعمال کے جملہ طریقوں میں جملہ انشائیہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً نِعْمَ الْعَبْدُ زَيْدٌ اس کی تحلیلِ (ترکیب) نحوی یوں ہو گی۔

نِعْمَ فعل مدح اَلْعَبْدُ اس کا فاعل، فعل مع فاعل خبر مقدم، زَيْدٌ مبتداء مؤخر مخصوص بالمدح۔ مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ اسی طرح حَبَّذَا، بِئْسَ اور سَاءَ کی ترکیب ہو گی۔

بطریق تمیز استعمال ہو تو اس وقت تحلیلِ نحوی اس طرح ہو گی! مثلاً نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ نعم فعل مدح، ضمیر هُوَ مستتر اس کا فاعل اور ممیز رَجُلًا، تمیز نِعْمَ فعل مدح اپنے فاعل سے مل کر خبر مقدم، زید مخصوص بالمدح و مبتداء مؤخر، خبر مقدم اپنے مبتداء مؤخر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

اضافت کے طریقہ پر ہو تو اس کی تحلیل نحوی بایں طور ہو گی۔ نِعْمَ فعل مدح، صَاحِبُ مضاف اَلْقَوْمِ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر فاعلِ نِعْمَ، فعل فاعل سے مل کر خبر مقدم زَيْدٌ مبتداء مؤخر، خبر مقدم اپنے مبتداء مؤخر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

نوٹ ۲): کبھی مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم محذوف ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں ارشاد ہے: نِعْمَ الْعَبْدُ، فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ، بِئْسَ الشَّرَابُ۔

سبق نمبر ۱۹

افعالِ مقاربہ

افعالِ مقاربہ سات ہیں: عَسٰی، كَادَ، كَرَبَ، اَوْشَكَ، جَعَلَ، طَفِقَ، اَخَذَ۔

ان کو افعالِ مقاربہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ خبر کا مبتداء سے قریب ہونا بیان کرتے ہیں۔ مثلاً كَادَ زَيْدٌ اَنْ يَّخْرُجَ (قریب ہے کہ زید نکلے۔) خروجِ زید کے قرب کو لفظ كَادَ نے ظاہر کیا۔

اس قرب کی تین قسمیں ہیں:

۱) قربِ امیدی: مثلاً عَسٰی زَيْدٌ اَنْ يَّخْرُجَ امید ہے کہ زید نکلے۔

۲) قربِ یقینی: مثلاً كَادَ زَيْدٌ اَنْ يَّخْرُجَ زید یقیناً نکلنے کے قریب ہے۔

۳) قربِ شروعی: مثلاً جَعَلَ يَضْرِبُ خَدَّيْهِ اس نے اپنے رخسار پیٹنے شروع کر دیے۔

نوٹ: قربِ امیدی کے لیے عَسٰی اور قربِ یقینی کے لیے لفظ كَادَ استعمال کیا جاتا ہے۔ بقیہ الفاظ عموماً قربِ شروعی کو بیان کرتے ہیں۔ چوں کہ ان افعال میں امید و ترجّی کا مفہوم پایا جاتا ہے، اس لیے ان پر مشتمل جملے انشائیہ ہوں گے۔ البتہ بعض اوقات یہ یقین پر دال ہوتے ہیں۔ ترجّی کا مفہوم ان میں نہیں ہوتا۔ اس وقت ان کا انشائیہ ہونا ضروری نہیں۔

سبق نمبر ۲۰

افعالِ تعجب

افعالِ تعجب کے دو صیغے ہیں: ۱) مَا اَفْعَلَهٗ ۲) اَفْعِلْ بِهٖ۔ مثلاً مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِهٖ

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا:

۱) فَمَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ اَیْ اَیُّ شَیْئٍ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ۔

۲) اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ اَیْ اَیُّ شَیْئٍ اَسْمَعَهُمْ وَ اَبْصَرَهُمْ یعنی قیامت کے دن بڑے سمیع اور صاحب بصارت ہوں گے۔

اس فعل پر مشتمل جملہ کی تحلیلِ نحوی اس طرح ہوگی:

مَا اَحْسَنَهٗ کا مَا بمعنی اَیُّ شَیْئٍ مبتداء، اَحْسَنَ فعل بافاعل، ضمیر منصوب متصل اس کا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملیہ فعلیہ ہو کر مبتداء کی خبر ہوئی، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

اَحْسِنْ بِزَیْدٍ کی تقدیر اَحْسَنَ زَیْدٌ ہے۔ با اس میں زائدہ ہے، معنی یہ ہیں: زَیْدٌ صَارَ ذَا حُسْنٍ، اَحْسِنْ معنی میں اَحْسَنَ کے ہے۔ فعل ماضی، زَیْدٌ اس کا فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

فائدہ: کبھی اَحْسَنَ کے بجائے حَسُنَ استعمال ہوتا ہے تعجب کے لیے۔ جیسا کہ علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ: وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا میں حَسُنَ بمعنی مَا اَحْسَنَ ہے۔ یعنی افعالِ تعجب سے ہے۔ ترجمہ یہ ہوگا کہ منعَم علیہم بندے کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔ كَاَنَّهٗ تَعَالٰى قَالَ: مَا اَحْسَنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

سبق نمبر ۲۱

اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، مصدر

اسم فاعل فعل معروف کا اور اسم مفعول فعل مجہول کا، اور صفت مشبہ فعل لازم کا عمل کرتے ہیں۔ اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول پر داخل شدہ الف لام اَلَّذِیْ اسم موصول کے معنی میں ہوتا ہے، چناں چہ اَلضَّارِبُ کی تقدیر اَلَّذِیْ ضَرَبَ ہے اور اَلْمَضْرُوْبُ کی تقدیر اَلَّذِیْ ضُرِبَ ہوتی ہے۔

مصدر اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے اگر فعل لازمی کا مصدر ہوتا ہے تو صرف فاعل پر تمام ہو جاتا ہے۔ اور اگر فعل متعدی کا مصدر ہے تو مفعول پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ

معروف و مجہول دونوں طرح کا ہوتا ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں سورۃ مدثر میں ارشاد ہے: هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۔ اس کی تفسیر میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اَهْلُ التَّقْوٰى کی تفسیر هُوَ اَهْلُ اَنْ يُتَّقٰى اور اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ کی تفسیر هُوَ اَهْلُ اَنْ يُغْفَرَ فرمائی اور فرمایا کہ علماءِ نحو نے لکھا ہے کہ مصدر بھی مجہول و معروف ہوتا ہے۔

نوٹ: اسم فاعل اور اسم مفعول کے لیے چھ چیزوں میں سے ایک چیز کا مقدم ہونا ضروری ہے۔ البتہ مصدر کے عمل کے لیے یہ شرط نہیں ہے اور صفت مشبہ اسم مفعول کی شرط سے مبرّیٰ ہے۔ اور وہ چھ چیزیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱) مبتداء: مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ۔

۲) موصوف: مثلاً مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٌ اَبُوْهُ بَكْرًا

۳) موصول: مثلاً جَاءَنِيْ الْقَائِمُ اَبُوْهُ۔ (اَلْقَائِمُ کا الف لام اَلَّذِيْ کے معنی میں ہے)

۴) ذوالحال: مثلاً جَاءَنِيْ زَيْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهٗ

۵) ہمزۂ استفہام: مثلاً أَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًوا

۶) حرف نفی: مثلاً مَا قَائِمٌ زَيْدٌ

اس صورت میں قَائِمٌ، ضَارِبٌ وغیرہ معنی میں قَامَ، ضَرَبَ کے ہیں۔ اور اسم مفعول معنی میں فعلِ مجہول یعنی ضُرِبَ وغیرہ کے ہوگا۔ اور صفت مشبہ جیسے حَسَنٌ بمعنی فعل حَسُنَ ماضی کے ہوگا۔ مثلاً زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ۔

سبق نمبر ۲۲

حروفِ تنبیہ

حروفِ تنبیہ تین ہیں:

۱) اَلَا: جیسے اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

۲) اَمَا: جیسے اَمَا زَیْدٌ قَائِمٌ

۳) هَا: جیسے فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ

سبق نمبر ۲۳

اَمَّا ۔ اِمَّا

اَمَّا اور اِمَّا صورتاً یہ دونوں لفظ ایک طرح کے ہیں لیکن حقیقتاً معنوی لحاظ سے ان میں بہت فرق ہے۔ چناں چہ اَمَّا (بفتح الهمزة) تفسیر کے لیے آتا ہے اور اس کے جواب میں فاء بھی داخل ہوتی ہے جبکہ اِمَّا (بکسر الهمزة) تردید کے لیے آتا ہے۔ اس کی پہچان اس طرح سے ہوتی ہے کہ ایک اِمَّا کے بعد دوسرا اِمَّا بھی آرہا ہو گا یا صرف اَوْ آرہا ہو گا۔ جبکہ اَمَّا کے بعد فاء آتی ہے۔ مثلاً اَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ اور هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ أَوْ فَرْدٌ

سبق نمبر ۲۴

استفہام کی قسمیں

استفہام کی دو قسمیں ہیں:

۱) استفہامِ انکاری: مثلاً أَفَعُمْيَاوَانِ أَنْتُمَا۔ کیا تم دونوں اندھی ہو؟

۲) استفہامِ تقریری: مثلاً أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ۔ کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھتی ہو؟

عُمْيَاوَانِ تثنیہ ہے اور اس کا واحد عُمْيٰ ہے۔

نوٹ: استفہامِ تقریری کو استفہامِ اثباتی بھی کہتے ہیں۔

سبق نمبر ۲۵

لفظ سُوْءُ کا قاعدہ

لفظ سُوْءُ جب مضاف ہو گا تو اس کا سین مضموم ہو گا مثلاً سُوْءُ الدَّارِ اور جب مضاف الیہ ہو گا تو اس کا سین مفتوح ہو گا۔

نوٹ: لیکن یہ قاعدہ اکثری ہے کلیّہ نہیں ہے۔ جیسا کہ اس کی تصریح صاحبِ روح المعانی نے کی ہے۔

سبق نمبر ۲۶

غیر منصرف اور اس کے قواعد

منصرف: منصرف وہ اسم ہے جس میں اسبابِ منع صرف میں سے کوئی سبب نہ ہو۔ اور اس پر تینوں حرکتیں اور تنوین آتی ہو۔ جیسے زَیْدٌ۔

غیر منصرف: غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں اسبابِ منع صرف میں سے دو سبب ہوں یا ایک سبب ایسا ہو جو دو سببوں کے قائم مقام ہو۔ اور جس پر تنوین اور کسرہ نہ آتا ہو۔

اسبابِ منع صرف نو ہیں: ۱)عدل ۲)وصف ۳)تانیث ۴)معرفہ ۵)عجمہ ۶)جمع ۷)ترکیب ۸)وزنِ فعل ۹)الف ونون زائدتان۔

فائدہ: غیر منصرف پر جب الف لام داخل ہو یا وہ مضاف ہوں تو حالت جری میں کسرہ دیا جاتا ہے۔ جیسے مَرَرْتُ بِالْمَسَاجِدِ اور صَلَّيْتُ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ۔

عبارت کافیہ کی یہ ہے: فِيْ جَمِيْعِ الْبَابِ بِاللَّامِ وَ الْاِضَافَةِ يَنْجَرُّ بِالْكَسْرِ۔

(ترجمہ: جہاں کہیں الف لام اور اضافۃ ہو، وہاں غیر منصرف مکسور ہو گا۔

غیر منصرف کے نو اسباب میں سے دو سبب پائے جانے کی مثالیں:

عُمَرُ میں دو سبب ہیں عدل و معرفہ

ثُلَاثُ میں دو سبب ہیں وصف و عدل

طَلْحَةُ میں دو سبب ہیں معرفہ و تانیث

زَيْنَبُ میں دو سبب ہیں معرفہ و تانیث

إِبْرَاهِيْمُ میں دو سبب ہیں عجمہ و معرفہ

مَسَاجِدُ میں دو سبب ہیں جمع منتہی الجموع

بَعْلَبَكّ میں دو سبب ہیں ترکیب و معرفہ

أَحْمَدُ میں دو سبب ہیں وزن فعل و معرفہ

عُثْمَانُ میں دو سبب ہیں الف نون زائد تان و معرفہ

سَكْرَانُ میں دو سبب ہیں الف نون زائد تان و وصف

ان اسباب میں سے دو سبب جب کسی اسم میں پائے جائیں گے تو وہ غیر منصرف ہو گا۔ البتہ مندرجہ ذیل سبب قائم مقام دو سببوں کے ہوتے ہیں۔ وہ تنہا ہی اسم کو غیر منصرف بنا دیں گے۔

۱) جمع منتہی الجموع: مثلاً مَسَاجِدُ، مَصَابِيْحُ

۲) تانیث بالف ممدودہ: مثلاً حَمْرَاءُ، بَيْضَاءُ

۳) تانیث بالف مقصورہ: مثلاً كُبْرٰى، صُغْرٰى

نوٹ: الف ممدودہ، الف مقصورہ اگر تانیث کے لیے نہ ہوں تو اس وقت ان کی وجہ سے یہ غیر منصرف نہ ہوں گے۔ جیسے اَسْمَاءٌ، اَبْنَاءٌ میں الف ممدودہ تانیث کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسم اور ابن کے جمع ہیں۔ تو جمع بنانے کے لیے یہ الف ممدودہ ان کو غیر منصرف نہ کر سکے گا۔ بلکہ یہ منصرف ہوں گے۔ البتہ اگر ان میں تانیث پیدا کر دی جاوے تو غیر منصرف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اَسْمَاءُ کسی مؤنث کا نام رکھ دیا جائے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کا نام ”اسماء“ تھا۔ اس حالت میں اسماء کے اندر الف ممدودہ تانیث کے سبب قائم مقام دو سبب کا ہو جاوے گا اور غیر منصرف بن جاوے گا۔ نیز اس لفظ میں علمیت مزید بر آں ہے۔

فائدہ: اَشْيَاءُ غیر منصرف ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَاتَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ کیوں کہ یہ شَيْءٌ کی جمع نہیں ہے بلکہ قلب مکانی ہے۔ خلاف قیاس اس کو غیر منصرف پڑھا جاتا ہے۔ علم الصیغہ میں اس کی اصل شَيْئَاءُ بتائی گئی ہے۔ جیسے نِعْمَةٌ کی جمع نَعْمَاءُ ہے تو یہ دراصل شَيْئَاءُ تھا۔ اس حقیقت کے پیش نظر اَشْيَاءُ غیر منصرف ہے۔

فائدہ: تانیثِ لفظی کے لیے علمیت شرط ہے۔ جیسے طَلْحَةُ غیر منصرف ہے۔ اس میں تانیثِ لفظی اور علم دو سبب موجود ہیں۔

فائدہ: اگر تانیثِ معنوی سہ حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہونا شرط ہے۔ جیسے سَقَرَ غیر منصرف

ہے۔اس میں تانیثِ معنوی مع اپنی شرط متحرک الاوسط اور علَم موجود ہے۔

اور هِنْدٌ منصرف ہے کیوں کہ متحرک الاوسط نہیں ہے۔ اسی طرح مؤنث معنوی سے اگر کسی مذکر کا نام رکھ دیا جائے تو غیر منصرف ہونے کے لیے زائد علی الثلاث حروف کی شرط ہے۔ جیسے عَقْرَبْ اگر کسی مذکر کا نام رکھ دیا جاوے تو یہ بھی غیر منصرف ہو جاوے گا۔

عَقْرَبْ منصرف ہے

عَقْرَبْ مؤنثِ معنوی سماعی ہے۔ لیکن علم نہیں ہے علَم جنس ہے اس میں صرف ایک شرط ہے۔ تانیث معنوی مع شرط زائد علی الثلاث، لیکن علم نہ ہونے سے یہ منصرف ہے۔ البتہ اگر کسی مذکر کا نام رکھ دیا جاوے تو یہ غیر منصرف ہو جاوے گا۔ اور لفظ ''قَدَمٌ'' جو کہ تانیث معنوی اور متحرک الاوسط ہونے کی شرط سے غیر منصرف تھا کسی مذکر کا نام رکھنے سے منصرف ہو جاوے گا۔ جیسے کسی انسان کا نام قَدَمٌ رکھ دیا جاوے تو یہ منصرف ہو جاوے گا، تانیث ختم ہو جاوے گی۔

نوٹ: لفظ عَقْرَبٌ مشکوٰۃ کی حدیث میں موجود ہے:

فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری روایت بھی پیش کی ہے، جس سے اس کا منصرف ہونا واضح ہوتا ہے:

وفی الحدیث اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ عَقْرَبًا وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَقْتُلْهَا بِنَعْلِهِ الْيُسْرٰى

کافیہ کے حاشیہ میں عبارت یہ ہے:

فَعَقْرَبٌ اِذَا سُمِّيَ بِهٖ مُذَكَّرًا اِمْتَنَعَ صَرْفُهٗ لِلْعَلَمِيَّةِ

پس عقرب اگر مذکر کا نام رکھ دیا جاوے تو یہ علمیت کے سبب سے غیر منصرف ہو جاوے گا۔

فائدہ: جمع منتہی الجموع کا وزن ایک ہی سبب سے غیر منصرف ہو جاتا ہے۔ جیسے مَسَاجِدُ، مَصَابِيْحُ، پس مَقَابِرُ، مَظَاهِرُ، مَخَارِجُ، مَنَابِرُ، مَنَادِيْلُ، قَنَادِيْلُ، مَقَادِيْرُ، عَصَافِيْرُ سب غیر منصرف ہوں گے۔

جمع منتہی الجموع کے اوزان: مَفَاعِلُ جیسے مَسَاجِدُ، مَفَاعِیْلُ جیسے مَفَاتِیْحُ۔
فَعَاۤئِلُ جیسے رَسَاۤئِلُ، اَفَاعِلُ جیسے اَکَابِرُ۔
مذکورہ جمع کا یہ وزن قائم مقام دو سبب کے ہوتا ہے۔ لہٰذا ان اوزان کے اسماء غیر منصرف ہوں گے۔

فائدہ: وزنِ فعل کا مطلب یہ ہے کہ کسی اسم کا وزن فعل کے وزن پر ہو۔ چناں چہ اسم تفضیل کا وزن بھی غیر منصرف ہوتا ہے۔ جیسے اَسْوَدُ، اَحْمَرُ، اَفْضَلُ، اَنْوَرُ، اَکْبَرُ۔ اسم تفضیل میں ایک سبب تو وزن فعل ہے۔ دوسرا سبب وصف کا ہے۔ مزید برآں علمیت بھی کبھی ہوتی ہے۔ جیسے اَحْمَدُ۔ یا کسی کا نام اَکْبَرُ یا اَصْغَرُ رکھ دیا جاوے۔

فائدہ: وصف کے لیے شرط ہے کہ وصف اصلی ہو، وصف عَلَم نہ ہو۔ پس اگر کسی خاص قسم کے سانپ کا نام اسود رکھ دیا جاوے تو یہ غیر منصرف ہی رہے گا۔ کیوں کہ اصل موضوع ''اَسْوَدُ'' کا وصف کے لیے ہے بعد میں سانپ کا نام رکھ دیا گیا۔ لہٰذا بعد میں اس اصلی وصف کو علمیت سے تبدیل کرکے زائل نہیں کیا جاسکتا۔ پس ہر حال میں اَسْوَدُ غیر منصرف رہے گا۔ برعکس اَرْبَعٌ کے۔ کہ یہ منصرف رہے گا۔ اگرچہ اس کو وصف کے لیے استعمال کیا جاوے۔ جیسے مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ۔ یہاں اَرْبَعٌ کو عورتوں کے لیے وصف بنایا گیا ہے مگر اَرْبَعٌ وصف کے لیے وضع نہیں کیا گیا اس لیے اس کی یہ وصفیت اصلی نہیں ہے۔

فائدہ: جملہ اسماء انبیاء علیہم السلام غیر منصرف ہیں، سوائے چھ ناموں کے۔ کُلُّ اَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ مُمْتَنِعَةٌ اِلَّا سِتَّةٌ:

مُحَمَّدٌ وَصَالِحٌ وشُعَیْبٌ وهُوْدٌ ولُوْطٌ ونُوْحٌ

شرح جامی میں دو اور پیغمبروں کے نام بھی منصرف بتائے ہیں، عُزَیْرٌ وشِیْثٌ

فائدہ: عدل وہ اسم ہے جو اپنے اصل سے ہٹا کر استعمال کیا جاوے جیسے عُمَرُ، زُفَرُ، اُخَرُ۔ غیر منصرف ہیں ایک سبب علم ہے۔ دوسرا عدل ہے۔ یعنی یہ الفاظ اپنے اصل سے ہٹا کر بنائے گئے ہیں۔ جیسے کہ یہ عَامِرٌ، زَافِرٌ، اَلْآخَرُ یا اُخَرُ سے عدول کیے گئے ہیں، یعنی منتقل کرلیے گئے ہیں۔
عدل کی دو قسمیں ہیں: عدلِ تحقیقی، عدلِ تقدیری۔

عدلِ تحقیقی: وہ ہے کہ جس کی واقعی کوئی اصل ہو جیسے ثُلٰثُ کہ دراصل ثَلٰثَۃٌ ثَلٰثَۃٌ تھا۔

عدلِ تقدیری: وہ کہ جس کا اصل کچھ نہ ہو، محض مان لیا گیا ہو۔ جیسے عُمَرُ کہ اہل عرب اس کو غیر منصرف پڑھتے ہیں مگر علمیت کے سوا دوسرا سبب نہ تھا۔ تو اس کے استعمال کے لحاظ سے اس کی اصل عَامِرٌ مان لی گئی۔ اور اس کے سوا اہل عرب کے پاس چارہ نہ تھا۔ اسی طرح زُفَرُ، اُخَرُ ہے۔ اُخَرُ، اُخْرٰی کی جمع ہے جس کے معنی اَشَدُّ تَأَخُّرًا ہے لیکن دوسرے معنی کے لیے عدول کیا گیا ہے اور اگر علم نہ ہو تو زُفَر سردار کے معنی میں ہے اور عَامِرٌ کے معنی گھر آباد کرنے والا ہے۔

فائدہ: عجمہ وہ اسم ہے جو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں علم ہو اور تین حرف سے زائد ہو۔ جیسے اِبْرَاهِيْمُ۔ یا تین حرف ہوں مگر متحرک الاوسط ہو۔ جیسے شَتَرَ۔ ایک قلعہ کا نام ہے۔ پس اِبْرَاهِيْمُ اور شَتَرَ غیر منصرف ہیں۔ اور نُوْحٌ منصرف ہو گیا کیوں کہ یہ عجمی لفظ تو ہے مگر تین حرف سے زائد بھی نہیں اور ساکن الاوسط بھی ہے۔

فائدہ: الف و نون زائدتان اگر اسم کے آخر میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ وہ اسم علم ہو۔ جیسے عُثْمَانُ، عِمْرَانُ، سَلْمَانُ۔ یہ علم ہونے کے سبب سے غیر منصرف ہیں۔ اور سَعْدَانٌ منصرف ہے کیوں کہ یہ علم نہیں، بلکہ جنگلی گھاس کا نام ہے۔

اور اگر الف و نون زائدتان صفت کے آخر میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فَعْلَانَۃٌ کے وزن پر نہ آتی ہو۔ جیسے سَکْرَانُ غیر منصرف ہے۔ اس لیے کہ اس کی مؤنث سَکْرَانَۃٌ کے وزن پر نہیں آتی۔ اور نَدْمَانٌ منصرف ہے کیوں کہ اس کی مؤنث نَدْمَانَۃٌ کے وزن پر آتی ہے۔

علمی لطیفہ: جس طرح کسی لفظ میں دو سبب سے وہ غیر منصرف ہو جاتا ہے اور اس کو کسرہ نہیں آتا۔ صرف فتحہ اور ضمہ آتا ہے۔ اسی طرح لافظ میں یعنی انسان میں اگر دو سبب جمع ہو جاویں یعنی ایمان اور تقویٰ تو یہ بھی زیر نہیں کھاتا، پیش پیش فاتح رہتا ہے۔

سبق نمبر ۲۷

تاکید کی قسمیں

تاکید کی دو قسمیں ہیں: لفظی، معنوی

تاکیدِ لفظی: وہ ہے جس میں لفظ مکرر لایا جائے جیسے جَاءَ زَيْدٌ زَيْدٌ (زید آ گیا زید)

تاکیدِ معنوی: آٹھ لفظوں سے ہوتی ہے:

نَفْسٌ، عَيْنٌ، كِلَا، كِلْتَا، كُلٌّ، اَجْمَعُ، اَكْتَعُ، اَبْصَعُ

نَفْسٌ، عَيْنٌ: یہ دو لفظ واحد، تثنیہ اور جمع تینوں کی تاکید کے لیے آتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے صیغوں اور ضمیروں کو بدل دیا جائے۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ نَفْسُهٗ، جَاءَ زَيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا، جَاءَ زَيْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ۔

كُلٌّ، اَجْمَعُ: واحد اور جمع کے لیے آتے ہیں۔ جیسے جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ، فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔

سبق نمبر ۲۸

حال اور ذوالحال

حال: وہ اسم ہے جو فاعل کی صورت ظاہر کرے کہ فاعل سے جب یہ فعل صادر ہوا تو وہ کس صورت میں تھا۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا (زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا)۔

یا مفعول کی حالت ظاہر کرے۔ جیسے جِئْتُ زَيْدًا نَائِمًا (میں زید کے پاس اس حالت میں آیا کہ وہ سو رہا تھا)۔

یا فاعل اور مفعول دونوں کی حالت ظاہر کرے۔ جیسے كَلَّمْتُ زَيْدًا جَالِسَيْنِ۔
(میں نے زید سے اس حالت میں بات کی کہ ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے)

فاعل اور مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں۔ اور وہ اکثر معرفہ ہوتا ہے۔ اگر ذوالحال نکرہ ہو

توحال کو مقدم کرتے ہیں۔ جیسے جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ۔

کبھی حال جملہ ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَ هُوَ رَاکِبٌ۔ کبھی ذوالحال چھپا ہوا ہوتا ہے۔ یعنی ضمیر ہوتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ اَکَلَ جَالِسًا اس میں اَکَلَ کی ضمیر هُوَ ذوالحال ہے جو مستتر ہے۔

حال اور تمیز کا فرق

حال وہ ہے جو فاعل اور مفعول کی ہیئت بیان کرتا ہے اور تمیز وہ اسم ہے جو عدد کا ابہام دور کرتا ہے یا وزن کا ابہام دور کرتا ہے یا پیمانہ کا ابہام دور کرتا ہے۔

مثال نمبر ۱) رَأَیْتُ اَحَدَعَشَرَ کَوْکَبًا (دیکھے میں نے گیارہ ستارے)

مثال نمبر ۲) اِشْتَرَیْتُ رِطْلًا زَیْتًا (خریدا میں نے ایک رطل زیتون کا تیل)

مثال نمبر ۳) بِعْتُ قَفِیْزَیْنِ بُرًّا (بیچے میں نے دو قفیز گندم کے)

فائدہ: بعض طلباء حال اور تمیز کا فرق نہیں جانتے اس فرق کو خوب ذہن نشین کرا دیا جاوے۔

قاعدہ: حال کبھی جملہ اسمیہ ہوتا ہے جیسے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی اس وقت واؤ کا داخل ہونا واجب ہے اور جیسے کُنْتُ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَ الطِّیْنِ دونوں مثالوں میں واؤ موجود ہے۔

اور حال کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں فعل اگر ماضی ہے تو اس پر قد داخل کرنا ضروری ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ قَدْ خَرَجَ غُلَامُهٗ اور اگر فعل مضارع مثبت ہو تو پھر ضمیر کافی ہے۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ یَسْعٰی (زید دوڑتا ہوا آیا) اس میں هُوَ ضمیر ذوالحال ہے اور فعل یَسْعٰی حال ہے۔

فائدہ: علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ فَاِنَّ الْحَالَ قَدْ یَجِیْئُ فِیْ مَعْرِضِ التَّعْلِیْلِ (پس تحقیق حال کبھی علت بیان کرنے کے لیے بھی آتا ہے) جیسے وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ اور یہ لوگ اپنی خطایا پر اصرار نہیں کرتے۔ لِاَنَّهُمْ یَعْلَمُوْنَ قُبْحَ فِعْلِهِمْ کیوں کہ یہ اپنی خطایا کے قبیح ہونے کا علم رکھتے ہیں۔(یعنی

ناراضگی حق تعالیٰ کا انجام جہنم ہے۔)

تمیز: وہ اسم نکرہ ہے جو کسی مبہم شیٔ کے بعد اس کا ابہام (پوشیدگی) دور کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وَ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا۔ (ہم نے زمین کو از روئے چشموں کے جاری کیا) اور مثالیں پہلے گزر چکی ہیں۔

فائدہ: تمیز صرف فعلوں کا معمول نہیں بلکہ اسمِ تام کا بھی معمول ہوتی ہے۔ جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ (چاندی کی انگوٹھی) اضافت کے سبب یہ تمیز مجرور ہوتی ہے۔

سبق نمبر ۲۹

فوائد و قواعد متفرقہ

۱) حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے: تَهَادَوْا تَحَابُّوْا اس کے پڑھنے میں اکثر غلطی ہو جاتی ہے پہلا صیغہ امر ہے باب تفاعل سے اور دوسرا صیغہ مضارع ہے بحذف احدی التائین اور اس کے آخر سے نون جمع کا جواب امر میں واقع ہونے کی بناء پر گر گیا ہے۔

۲) سورۃ مزمّل میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا بظاہر هُوَ خَيْرٌ ہونا چاہیے تھا لیکن یہ هُوَ مبتدا نہیں ہے بلکہ اس سے ماقبل تَجِدُوْهُ میں جو ضمیر منصوب متصل ہے اس کی تاکید ہے اور مؤکد منہ حالت نصبی میں ہے اس لیے تاکید بھی محلاً منصوب ہے۔ اور خَيْرًا، تَجِدُوْهُ کا مفعول ثانی ہے۔ اس بناء پر منصوب ہے۔

۳) اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا۔ اس میں بظاہر اشکال یہ ہے کہ یہاں اَقَلَّ منصوب کے بجائے مرفوع ہونا چاہیے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اَنَا مبتدا نہیں ہے کہ اَقَلَّ کو اس کی خبر قرار دے کر مرفوع پڑھا جائے۔ بلکہ یہ تاکید ہے تَرَنِ کی یاءِ متکلم کی۔ اور یہ یاءِ متکلم ضمیر منصوب متصل ہے، جو مفعول بہ ہے اور اَقَلَّ فعل تَرَ کا مفعول ثانی ہے۔

۴) لَيْسَ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اس حدیث پاک میں لَيْسَ فعل پر کیسے داخل ہو گیا۔ حالاں کہ وہ فعل ناقص ہے جو کہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوا کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لَيْسَ کے اندر ضمیر شان ہے جو کہ لَيْسَ کا اسم ہے اور آیندہ کا پورا جملہ اس کے لیے خبر واقع ہو رہا ہے۔

۵) سَلَاسِلًا وَ اَغْلَالًا اس میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ سَلَاسِلًا تو غیر منصرف ہے۔ اس پر تنوین کیسے آگئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے اگلے لفظ اَغْلَالًا کی رعایت سے اس کو منصرف بنا کر اس پر بھی اجراءِ تنوین کر دیا گیا۔ اور یہ رعایت، کلام میں حسن پیدا کرنے کے لیے کر لی جاتی ہے۔

٦) لفظ نُوْحٌ باوجودیکہ یہ علم اور عجمہ ہے لیکن منصرف پڑھا جاتا ہے اس لیے کہ عجمہ کے لیے یہ شرط ہے کہ اگر سہ حرفی ہے تو متحرک الاوسط ہو جیسے شَتَرُ یا پھر چار حرفی ہو جیسے اِبْرَاهِيْمُ اور نُوْحٌ سہ حرفی تو ہے لیکن متحرک الاوسط نہیں ہے اس لیے منصرف رہے گا۔

۷) اِيَّاكَ وَ الْاَسَدَ اس کی تقدیر یہ ہے بَعِّدْ نَفْسَكَ مِنَ الْاَسَدِ یا اِتَّقِ نَفْسَكَ مِنَ الْاَسَدِ اگر جمع کا صیغہ اِيَّاكُمْ ہو تو تقدیری عبارت بَعِّدُوْا نُفُوْسَكُمْ یا اِتَّقُوْا نُفُوْسَكُمْ ہو گی۔ (اس کو حرف تحذیر کہا جاتا ہے)

۸) لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ اس کی تقدیر اُلِبُّ لَكَ اِلْبَابَيْنِ اور اُسْعِدُكَ اِسْعَادَيْنِ ہے۔ یہاں تثنیہ تکثیر کے لیے ہے۔ یعنی میں بار بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ اِلْبَاب مصدر بواسطہ لام متعدی ہوتا ہے۔ اور اِسْعَادُ مصدر متعدی بنفسہ ہے۔ یہ لَبَّيْكَ اس طرح ہوا کہ فعل کو حذف کر کے مصدر کو اس کے قائم مقام کیا۔ پھر مصدر سے زوائد کو حذف کر کے ثلاثی مجرد میں لے گئے اس کے بعد حرف جر لام کو حذف کیا۔ اور مصدر کو کاف ضمیر مفعول کی طرف مضاف کر دیا لَبَّيْكَ ہو گیا۔

۹) مبتدا ہمیشہ معرفہ ہوتا ہے۔ مگر نکرہ موصوفہ کو بھی مبتدا بنانا جائز ہے جیسے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ۔

۱۰) اَصْبَحَ زَيْدٌ اَیْ دَخَلَ زَيْدٌ فِي الصَّبَاحِ، اَمْسٰی زَيْدٌ اَیْ دَخَلَ زَيْدٌ فِي الْمَسَاءِ، اَضْحٰی زَيْدٌ اَیْ دَخَلَ زَيْدٌ فِي الضُّحٰی۔

اس سے مراد یہ اوقات ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی یہ افعال صَارَ کے معنٰی میں ہوتے ہیں۔

۱۱) رُبَّ۔ کا مابعد مجرور ہوتا ہے کیوں کہ یہ حرف جر ہے۔ یہ تقلیل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کبھی اس پر مَا داخل ہوتا ہے مثلاً رُبَمَا اور فعل ماضی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

کبھی رُبَّ کے عوض واوٗ آتا ہے۔ مثلاً وَبَلْدَةٍ لَيْسَ بِهَا اَنِيْسٌ۔

رُبَّ اصل میں تو تقلیل کے لیے آتا ہے۔ لیکن کبھی تکثیر کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اس کا ترجمہ بسا اوقات سے کرتے ہیں۔ یہ لفظ تشدید اور بغیر تشدید دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں تخفیف کے ساتھ مستعمل ہے۔

رُبَّ ہمیشہ صدر کلام میں آتا ہے۔ اور مجرور اس کا نکرہ موصوفہ ہوتا ہے۔ جیسے

رُبَّ هَجْرٍ جَمِيْلٍ خَيْرٌ مِنْ مُخَالَطَةٍ مُؤْذِيَةٍ

۱۲) واوٗ قسمیہ: مثلاً وَاللهِ، وَالرَّحْمٰنِ۔

تاء بھی قسم کے لیے آتی ہے لیکن وہ صرف لفظ اَللّٰهُ کے لیے خاص ہے۔ جیسے تَاللهِ چنانچہ تَالرَّحْمٰنِ کہنا جائز نہیں۔

۱۳) لٰكِنَّ۔ استدراک کے لیے ہے، ایسے دو جملوں کے درمیان استعمال ہوتا ہے جو معنوی اعتبار سے متغائر ہوں۔ مثلاً غَابَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ

۱۴) حروف ایجاب پانچ ہیں: اِيْ، نَعَمْ، بَلٰى، اَجَلْ، جَيْرِ، اِنَّ

۱۵) حروف تفسیر دو ہیں: اَيْ، اَنْ

۱۶) حروف تنبیہ تین ہیں: اَلَا، اَمَا، هَا

۱۷) حروف تحضیض چار ہیں: هَلَّا، اَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا

۱۸) حروف استفہام دو ہیں: أ (ہمزہ)، هَلْ، مَا

۱۹) حرف شرط دو ہیں: اِنْ، اِذَا۔ یہ حروف ماضی پر داخل ہو کر اسے مستقبل کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

۲۰) حرف ردع: كَلَّا۔ یہ مخاطب کو زجر و توبیخ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً فَيَقُوْلُ رَبِّيْ اَهَانَنِ كَلَّا اَيْ لَا يَتَكَلَّمُ بِهٰذَا فَاِنَّهُ لَيْسَ كَذٰلِكَ۔

مگر کبھی كَلَّا تحقیق کے لیے بھی آتا ہے۔ مثلاً كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اور قَدْ کبھی تَقْرِيْبُ الْمَاضِيْ اِلَى الْحَالِ کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے

قَدْ رَكِبَ الْاَمِيْرُ اور کبھی تقلیل کے لیے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً اِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ اور کبھی تحقیق کے لیے ہوتا ہے جیسے قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الْمُعَوِّقِيْنَ۔

۲۱) تنوین: اس کی پانچ قسمیں ہیں:

۱) تنوین تمکن: مثلاً زَيْدٌ

۲) تنوین تنکیر: مثلاً صَهٍ اَیْ اُسْكُتْ سُكُوْتًا فِیْ (اَیِّ) وَقْتٍ مَّا

۳) تنوین عوض: مثلاً حِيْنَئِذٍ اَیْ حِيْنَ اِذْ كَانَ كَذَا

۴) تنوین مقابلہ: مثلاً مُسْلِمَاتٍ

۵) تنوین ترنّم: مثلاً اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ۔

۲۲) کبھی اسماء منصوب بنزع الخافض ہوتے ہیں۔ یعنی وہاں فِیْ مقدر ہوتا ہے جیسے جَلَسْتُ مَسْجِدًا اَیْ فِیْ مَسْجِدٍ۔

۲۳) کبھی ظرف کا نام مظروف کے نام سے رکھتے ہیں۔ جیسے نَهْرٌ جَارٍ حالاں کہ پانی جاری ہے۔ اس کو تَسْمِيَةُ الظَّرْفِ بِاسْمِ الْمَظْرُوْفِ کہتے ہیں۔ اور اسی طرح سبب کا نام مسبب کے نام سے۔ علت کا نام معلول کے نام سے۔ اور اس کے برعکس۔ اسی طرح صفت کا موصوف کے نام سے اور موصوف کا صفت کے نام سے رکھتے ہیں۔ اصطلاح میں یہ مجازِ مرسل کہلاتا ہے۔ حدیث میں قولِ صحابی ہے:

اِذَا اَكَلْتُ اللَّحْمَ فَانْتَشَرْتُ

یہاں تسمیۃ الجزء باسم الکل ہے، ورنہ انتشار جزوی تھا۔

۲۴) کبھی تعریف کو ذم کے عنوان سے مؤکد کرتے ہیں۔ اس کا نام تَاكِيْدُ الْمَدْحِ بِمَا يُشْبِهُ الذَّمَّ ہے۔ جیسے وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ حالاں کہ ایمان کوئی جرم نہیں ہے۔

کبھی ذم کو تعریف و مدح کے عنوان سے مؤکد کرتے ہیں جیسے ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔ یہ فرعون کو خطاب ہے۔ عزیز و کریم اہانت کی تاکید ہے کیوں کہ وہ زندگی میں اپنے کو عزیز و کریم سمجھتا تھا اس چیز کو اصطلاحاً تَاكِيْدُ الذَّمِّ بِمَا يُشْبِهُ

اَلْمَدْحَ سے تعبیر کرتے ہیں۔

۲۵)جِئْتُ وَزَیْدًا میں زَیْدًا مفعول معہ ہے۔ جیسے جَاءَالْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ۔یہی واؤعلامت، مفعول معہ کی ہے۔ لیکن اگر ضمیر فاعل منفصل ہو تو اس صورت میں اسے منصوب اور مرفوع دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے جِئْتُ اَنَا وَزَیْدٌ اور وَزَیْدًا بھی پڑھ سکتے ہیں۔

۲۶)اسماءِ افعال: بعض فعلِ ماضی کے معنی میں ہوتے ہیں۔ مثلاً هَیْهَاتَ بمعنی بَعُدَ اور بعض امر حاضر کے معنی میں ہوتے ہیں۔ مثلاً رُوَیْدَ زَیْدًا۔ بمعنی اَمْهِلْهُ۔ حَیَّهَلْ بمعنی اِیْتِ ہے۔ یہ کبھی بغیر هَلْ کے بھی آتا ہے۔ جیسے حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔

۲۷) مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَانِ بِلَیْسَ: اگر مَا کے بعد اِنْ آجائے یا اِلَّا کی وجہ سے نفی کے معنی ختم ہو جائیں یا خبر مقدم ہو جائے، تو ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے۔ جیسے مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ، مَا قَائِمٌ اِلَّا زَیْدٌ، مَا قَائِمٌ زَیْدٌ۔

۲۸)اسمائے ظروفِ زمان و مکان: اگر ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو تو مبنی علی الرفع ہوتے ہیں۔ جیسے اَمَّا بَعْدُ، قَبْلُ، فَوْقُ، تَحْتُ۔

۲۹) صفتِ مشبہ: مصدر فعل لازم سے مشتق ہوتا ہے۔ جیسے جَمِیْلٌ، کَرِیْمٌ، حَسَنٌ، سَهْلٌ، صَعْبٌ، شَدِیْدٌ۔

۳۰)عَلَّامَةٌ، فَهَّامَةٌ یہ مبالغہ کا وزن ہے اس میں تاء تانیث کے لیے نہیں ہے۔

۳۱) اگر فَعِیْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہو تو مؤنث و مذکر کے لیے یکساں طور پر صفت بنتا ہے، بشرطیکہ موصوف مذکور ہو۔ جیسے زَیْدٌ قَتِیْلٌ اَیْ مَقْتُوْلٌ اور اَلْمَرْأَةُ جَرِیْحٌ اَیْ مَجْرُوْحَةٌ۔

۳۲) کبھی مصدر پر میم داخل ہوتا ہے۔ اس کو مصدر میمی کہتے ہیں۔ جیسے مَصِیْرٌ، مَقِیْلٌ، مَسِیْرٌ وغیرہ۔

۳۳) ذُوْ: یہ ہمیشہ مضاف بہ اسم ظاہر ہوتا ہے۔ واحد کے لیے ذُوْ اور تثنیہ کے لیے ذَوَا اور جمع کے لیے ذَوِی۔ استعمال ہوتا ہے۔ (اور اُوْلُوْا اس کی جمع من غیر لفظہ ہے)

۳۴)اسم جمع اسے کہتے ہیں جس کا واحد نہ آتا ہو۔ جیسے خَیْلٌ، قَوْمٌ، رَهْطٌ

۳۵)اَهْلًا وَسَهْلًا اَیْ اَتَیْتَ اَهْلًا وَطَیْتَ سَهْلًا تھا یہاں فعل حذف ہے۔

۳۶) شبہ جمع وہ ہوتا ہے جو جمع کا معنی دے اور اس کے واحد و جمع میں تاء سے تمیز ہو۔ مثلاً
وَرَقٌ، وَرَقَةٌ، ثَمَرٌ، ثَمَرَةٌ۔

۳۷) اَیَّانَ: ظرف زمان ہے۔ استفہام کے لیے آتا ہے۔ مثلاً

اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ۔ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ

کَیْفَ: استفہام حال کے لیے آتا ہے۔

قَطُّ: ماضی منفی کی تاکید کے لیے اور عَوْضُ مستقبل منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔

۳۸) لَعَمْرُكَ، لَعَمْرِیْ: قسم کے لیے ان الفاظ کے استعمال میں لفظ خالق محذوف مانیں تاکہ غیر اللہ کی قسم کھانا لازم نہ آئے مثلاً لَعَمْرِیْ میں لَخَالِقُ عَمْرِیْ۔ عمر کو قسم کے لیے لاتے ہیں تو عین کو مفتوح پڑھتے ہیں۔

۳۹) الف لام کی چار قسمیں ہیں: جنسی، استغراقی، عہدِ خارجی، عہدِ ذہنی۔

الف لام جنسی: وہ ہوتا ہے جس کے مدخول سے مراد اس کی ماہیت ہو۔ جیسے اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْأَةِ۔ یعنی ماہیتِ رجل ماہیتِ مرأۃ سے بہتر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ رجل کا ہر فرد مرأۃ کے ہر فرد سے بہتر ہے۔

الف لام استغراقی: جبکہ الف لام کے مدخول کے تمام افراد مراد ہوں۔ جیسے

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ﴿۲﴾

یہاں پر تمام افراد مراد ہیں۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ آگے ایمان و عملِ صالح والے افراد کا استثناء کیا گیا ہے۔ اگر یہاں جمیع انسان مراد نہ ہوں تو وہ استثناء صحیح نہ ہوگا۔

الف لام عہدِ خارجی: جبکہ الف لام کے مدخول کے بعض افراد مراد ہوں جو خارج میں معین ہوں۔ جیسے فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ اس میں رسول کی ذاتِ گرامی معین ہے۔ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں)

الف لام عہدِ ذہنی: جبکہ الف لام کے مدخول کے بعض ایسے افراد مراد ہوں جو خارج میں معین نہ ہوں بلکہ ذہن میں (بصورتِ نکرہ) ہوں۔ جیسے وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَهُ الذِّئْبُ۔

۴۰) لَا کی تین قسمیں ہیں:

لَاءِ نافیہ۔ جیسے لَا رَیْبَ فِیْهِ اور کبھی لَیْسَ کے معنی دیتا ہے۔ جیسے لَا رَجُلٌ قَائِمًا۔

لَاءِ زائدہ تاکیدیہ جیسے لِئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ۔

سبق نمبر ۳۰

مؤنثاتِ سماعیہ

۱) اعضائے انسانی کے نام: عَيْنٌ (آنکھ)۔ اُذُنٌ (کان)۔ خَدٌّ (رخسار)۔ ثَدْيٌ (پستان)۔ كَتِفٌ (کندھا)۔ عَضُدٌ (بازو)۔ يَدٌ (ہاتھ)۔ كَفٌّ (ہتھیلی)۔ وَرِكٌ (سرین)۔ فَخِذٌ (ران)۔ سَاقٌ (پنڈلی)۔ رِجْلٌ (پاؤں)۔ قَدَمٌ (گام)۔ عَقِبٌ (ایڑی)۔ سِنٌّ (دانت)۔ كَبِدٌ (جگر)۔ كَرِشٌ (اوجھ)۔ اِسْتٌ (مقعد)۔ اِصْبَعٌ (انگلی)۔

۲) حیوانوں کے نام: عَقْرَبٌ (بچھو)۔ ثَعْلَبٌ (لومڑی)۔ اَرْنَبٌ (خرگوش)۔ اَفْعٰى (اژدھا)۔ فَرَسٌ (گھوڑا)۔ عَنْكَبُوتٌ (مکڑی)۔

۳) قدرتی اشیاء: اَرْضٌ (زمین)۔ رِيْحٌ (ہوا)۔ نَارٌ (آگ)۔ لَظٰى (شعلہ)۔ مِلْحٌ (نمک)۔ ذَهَبٌ (سونا)۔ ضَرَبٌ (شہد)۔ عَيْنٌ وَيَنْبُوْعٌ (چشمہ)۔ شَمْسٌ (سورج)۔ يَمِيْنٌ (دایاں)۔ شِمَالٌ (بایاں)۔

۴) مصنوعی اشیاء: دَارٌ (گھر)۔ دَلْوٌ (ڈول)۔ عَصًا (لاٹھی)۔ فُلْكٌ (کشتی)۔ ذِرَاعٌ (گز)۔ فَأْسٌ (تیر)۔ قَوْسٌ (کمان)۔ مِنْجَنِيْقٌ (گوپھیا)۔ خَمْرٌ (شراب)۔ بِئْرٌ (کنواں)۔ دِرْعٌ (زرہ)۔ فَرْشٌ (بچھونا)۔ كَأْسٌ (پیالہ)۔ مُوْسٰى (استرہ)۔ سَرَاوِيْلُ (ازار)۔

۵) دوزخ کے نام: جَهَنَّمُ، سَعِيْرٌ، سَقَرٌ، جَحِيْمٌ۔

۶) متفرقات: نَفْسٌ (جان)۔ غَوْلٌ (مصیبت)۔ فِرْدَوْسٌ (باغ)۔ عَرُوْضٌ (میزان شعر)۔ حَرْبٌ (لڑائی)۔ ضَبْعٌ (بجّو)۔ یہ سب واجب التانیث ہیں۔

اور مندرجہ ذیل الفاظ جائز التانیث ہیں۔

عُنُقٌ (گردن)۔ قَفَا (گدی)۔ لِسَانٌ (زبان)۔ رَحِمٌ (بچہ دانی)۔ بَيْتٌ (گھر)۔

قِدْرٌ (ہانڈی)۔ سِلْمٌ (صلح)۔ صَلَاحٌ (بہتری)۔ حَالٌ (وقت)۔ ضُحٰی (چاشت)۔ مِسْكٌ (مشک)۔ سَمَاءٌ (آسمان)۔ ثَرٰی (خاک نمناک)۔ طَرِيْقٌ وَ سَبِيْلٌ (راستہ)۔ سِكِّيْنٌ (چھری)۔ سَرَطَانٌ (کیکڑا)

تنبیہ: پہلی قسم کی مؤنثات کی طرف جب کوئی فعل یا اسم اسناد کیا جائے یا کوئی ضمیر ان کی طرف راجع ہو تو اس عامل یا ضمیر کا مؤنث لانا واجب ہوتا ہے۔ جیسے وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِأَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور دوسری قسم کی مؤنثات میں کلمہ کی تذکیر و تانیث اختیاری ہے جیسے هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ۔ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا۔

سبق نمبر ۳۱

افعالِ قلوب

یہ سات فعل ہیں:

۱) حَسِبَ ۲) ظَنَّ ۳) خَالَ۔ شک کے لیے۔

۴) عَلِمَ ۵) رَأٰى ۶) وَجَدَ۔ یقین کے لیے۔

۷) زَعَمَ۔ شک اور یقین دونوں میں مشترک ہے۔

ان کو افعال قلوب اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا تعلق دل سے ہے اور ہاتھ پاؤں کو ان کے صدور میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔ اور چوں کہ ان میں شک و یقین کے معنی پائے جاتے ہیں اس لیے ان کو افعالِ شک و یقین بھی کہتے ہیں۔

یہ افعال مبتداء اور خبر پر آتے ہیں اور دونوں کو بوجہ مفعولیت کے نصب دیتے ہیں۔ جیسے حَسِبْتُ الْجُوْدَ خَيْرًا۔ ظَنَنْتُ زَيْدًا عَالِمًا۔ خِلْتُ الدَّارَ خَالِيَةً۔ عَلِمْتُ زَيْدًا اَمِيْنًا۔ رَأَيْتُ اللّٰهَ اَكْبَرَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔ وَجَدْتُكَ عَاقِلًا۔ زَعَمْتُ اللّٰهَ غَفُوْرًا۔

تنبیہ: افعالِ قلوب کے دو مفعولوں میں سے جب ایک کا ذکر کیا جائے تو دوسرے کا ذکر کرنا واجب ہوتا ہے کیوں کہ یہ دونوں مفعول بمنزلۂ ایک مفعول بہ کے ہوتے ہیں۔ مگر ظَنَّ بمعنی اِتَّهَمَ اور عَلِمَ بمعنی عَرِفَ اور رَأٰى بمعنی اَبْصَرَ اور وَجَدَ بمعنی اَصَابَ کے ہوں تو صرف

ایک مفعول کو نصب آئے گا اور اس وقت یہ افعال قلوب سے نہ ہوں گے۔ جیسے ظَنَنْتُ زَیْدًا (اِتَّھَمْتُہٗ)۔ عَلِمْتُ بَکْرًا (ای عَرَفْتُ شَخْصَہٗ)۔ وغیرہ۔

اور جب یہ مبتداء خبر کے بیچ میں آئیں یا دونوں سے مؤخر ہوں تو اس وقت ان کا عمل زائل ہو جاتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ ظَنَنْتُ قَایِمٌ- زَیْدٌ قَایِمٌ ظَنَنْتُ۔

ایسا ہی جب ہمزۂ استفہام یا مَا نفی یا لامِ ابتداء کے پہلے واقع ہوں تو اس وقت بھی عمل باطل ہوتا ہے۔

فائدہ: صَیَّرَ، اِتَّخَذَ، جَعَلَ، خَلَقَ، تَرَكَ افعالِ تصییر کہلاتے ہیں۔ یعنی وہ فعل جو ایک چیز کو اس کے اصلی حال سے پھیر دے۔ یہ بھی دو اسموں پر آتے ہیں اور دونوں کو نصب دیتے ہیں۔ صَیَّرَتِ الطِّیْنَ خزفًا، اِتَّخَذَ اللهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا، جَعَلَ الْاَرْضَ فِرَاشًا، اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا، تَرَكْتُهٗ حَیْرَانًا۔

سبق نمبر ۳۲

جملہ انشائیہ کی تقسیم

جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔ کیوں کہ انشاء کے معنی ہیں ایک چیز کا پیدا کرنا۔ جھوٹ یا سچ سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔

جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں۔ جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہو گا:

۱) امر: جیسے اَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ (نماز کا پابند رہ)۔

۲) نہی: جیسے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ۔ (اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو)۔

۳) استفہام: جیسے أَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ۔ (کیا آپ ہی یوسف ہیں؟)۔

۴) تمنّی: جیسے یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا۔ (کاش کہ میں مٹی ہوتا)۔

۵) ترجّی: جیسے لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ۔ (شاید کہ قیامت قریب ہو)۔

۶) عقود: وہ جملہ جو کسی معاملہ کے انعقاد کے متعلق ہوں۔ جیسے اِشْتَرَیْتُ، نَکَحْتُ وغیرہ۔

اگر چہ ان میں فعل ماضی ہے مگر بسبب حاضری فریقین کذب کا احتمال باقی نہیں رہتا۔

۷) نِدَاء: جیسے یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ (اے یحییٰ کتاب کو مضبوط پکڑ)۔

۸) عرض: وہ جملہ جس میں کسی چیز کی درخواست نرمی سے کی جائے جیسے اَلَا تَنۡزِلُ بِنَا فَتُصِیۡبَ خَیۡرًا (آپ ہمارے یہاں کیوں نہیں ٹھہرتے کہ آپ کی بہتری ہو)۔

۹) قسم: جیسے تَاللّٰهِ لَاَکِیۡدَنَّ اَصۡنَامَکُمۡ (خدا کی قسم میں تمہارے بتوں پر ضرور اپنا داؤ چلاؤں گا)۔

۱۰) تعجب: جیسے قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَهٗ ۔(انسان ہلاک ہو بڑا ہی ناشکرہ ہے)۔

نوٹ: قرآن پاک میں جہاں جملہ خبریہ آیا ہے اس میں جملہ انشائیہ پوشیدہ ہوتا ہے، مثلاً جنت کی خبروں سے جنت کی طلب اور اس کے اعمال کا حکم ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح جہنم کی خبروں سے پناہ مانگنا اور اس کے اعمال سے احتراز مقصود ہوتا ہے۔

سبق نمبر ۳۴

دو مختلف ابواب کے خواص ثلاثی مجرد کو مزید فیہ بنانے کے فوائد

۱) باب تفعیل کے فوائد:

تعدیہ: جیسے فَرِحَ زَیۡدٌ۔ (زید خوش ہوا) باب تفعیل میں لانے سے متعدی ہو گیا۔ جیسے فَرَّحۡتُهٗ۔(میں نے اس کو خوش کیا)۔

تکثیر: مفعول کی تکثیر مراد ہے۔ جیسے قَطَّعۡتُ الۡحَبۡلَ (میں نے رسی کے بہت سے ٹکڑے کر دیے)۔

نسبت: مفعول کی نسبت اصل فعل کی طرف مقصود ہو جیسے کَفَّرۡتُهٗ۔ (میں نے اس کو کفر کی طرف منسوب کیا اور اس کو کافر قرار دیا)۔

سلب: کسی چیز سے ماخذ کو دور کرنا۔ جیسے قَشَّرۡتُ الۡعُوۡدَ۔ (میں نے لکڑی سے اس کا چھلکا دور کیا)۔

اتخاذ: کسی اسم کو ماخذ بنانا۔ جیسے خَیَّمَ الْقَوْمُ (لوگوں نے خیمے لگائے)۔

۲) باب مُفَاعَلَةٌ کے فوائد:

(نوٹ: اس باب کے عین کلمہ پر ہمیشہ فتح پڑھنا چاہیے)

اشتراک: دو شخصوں کا باہم مل کر کوئی کام کرنا جن میں ہر ایک فاعل بھی ہو اور مفعول بھی۔ جیسے ضَارَبَ زَیْدٌ خَالِدًا (زید نے خالد کو، خالد نے زید کو مارا۔ یعنی دونوں نے ایک دوسرے کی پٹائی کی)۔

موافقت مجرد: جیسے سَافَرَ زَیْدٌ۔ (زید نے سفر کیا)۔ یہاں سَافَرَ معنی میں سَفَرَ کے ہے اور هَاجَرَ زَیْدٌ۔ (زید نے ہجرت کی)۔ یہاں هَاجَرَ معنی میں هَجَرَ کے ہے۔

موافقت باب تفعیل: جیسے ضَاعَفْتُ الشَّیْءَ (میں نے اس کو دوچند کر دیا)۔ یعنی ضَعَّفْتُهٗ۔

موافقت باب افعال: جیسے بَاعَدْتُّهٗ (میں نے اس کو دور کیا)۔ بمعنی اَبْعَدْتُّهٗ۔

۳) باب افعال کے فوائد:

تعدیہ: جیسے خَرَجَ زَیْدٌ سے اَخْرَجْتُهٗ (میں نے اس کو نکالا)۔

دخول: ماخذ میں آنا۔ جیسے اَمْسٰی زَیْدٌ (زید شام میں داخل ہوا)۔

قصد: جیسے اَعْرَقَ (عراق کا قصد کیا)۔

مبالغہ: جیسے اَسْفَرَ الصُّبْحُ (صبح خوب روشن ہو گئی)۔

وجدان: جیسے اَبْخَلْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو بخیل پایا)۔

صیرورت: جیسے اَلْبَنَ الْبَقَرُ (گائے دودھ والی ہو گئی)۔

عرض: جیسے اَبَعْتُ الْفَرَسَ (میں نے گھوڑے کو منڈی میں برائے فروخت پیش کیا)۔

موافقت مجرد: جیسے اَقَلْتُ الْبَیْعَ (میں نے بیع کو فسخ کر دیا)۔ اَیْ قُلْتُهٗ۔

سلب: جیسے اَشْکَیْتُهٗ (میں نے اس کی شکایت دور کی)۔

حینونت: جیسے اَحْصَدَ الزَّرْعُ (کھیتی کاٹنے کا وقت آ پہنچا)۔

۴) باب تفعّل کے فوائد:

تکلف: جیسے تَشَجَّعَ زَیْدٌ (زید بتکلف بہادر بنا)۔

تجنُّبْ: جیسے تَأَثَّمَ (اس نے گناہ سے پرہیز کیا)۔

باب تفعیل کے اثر کو قبول کرنا (مطاوعت فعَّلَ): جیسے عَلَّمْتُہٗ فَتَعَلَّمَ (میں نے اس کو سکھایا پس وہ سیکھ گیا)۔

اتخاذ: جیسے تَأَبَّطَ الصَّبِیَّ زَیْدٌ (زید نے بچہ کو بغل میں لیا)۔

تدریج: جیسے تجرَّعَ خَالِدٌ (خالد نے گھونٹ گھونٹ کرکے (تدریجاً) پانی پیا)۔

انتساب: جیسے تَبَدّٰی (بادیہ کی طرف منسوب ہوا)۔

صیرورت: جیسے تَمَوَّلَ عَمْرٌو (عمرو مال دار ہوگیا)۔

طلب: جیسے تَعَجَّلَ الشَّیْئَ (اس نے کسی چیز میں عجلت چاہی)۔

۵) باب تفاعل کے فوائد:

اشتراک: جیسے تَشَاتَمَا (دونوں نے ایک دوسرے کو گالی دی)۔

تدریج: جیسے تَوَارَدَ الْقَوْمُ (لوگ ٹھہر ٹھہر کر آئے)۔

مطاوعت فَاعَلَ: (باب مفاعلۃ کا اثر قبول کرنا) جیسے بَاعَدْتُہٗ فَتَبَاعَدَ (میں نے اس کو دور کیا تو وہ دور ہوگیا)۔

تخیّل (وہ صفت ظاہر کرنا جو درحقیقت موجود نہ ہو): جیسے تَمَارَضَ۔ (اس نے اپنے آپ کو مریض ظاہر کیا)۔

موافقت مجرد: جیسے تَعَالَی اللہُ تَعَالٰی بمعنی عَلَا کے ہے۔

٦) باب افتعال کے فوائد:

مطاوعت فَعَلَ: جیسے جَمَعْتُہٗ فَاجْتَمَعَ (میں نے اس کو جمع کیا پس وہ جمع ہوگیا)۔

اتخاذ: جیسے اِحْتَجَرَ الْفَارُ (چوہے نے بل بنالیا)۔

مبالغہ: جیسے اِکْتَسَبَ (اس نے کسب میں مبالغہ کیا)۔

طلب: جیسے اِکْتَدَّ فُلَانًا (اس نے فلاں سے مشقت طلب کی)۔

موافقت تَفَاعَلَ: جیسے اِخْتَصَمَ بمعنی تَخَاصَمَ۔

۷) باب انفعال کے فوائد

مطاوعت اَفْعَلَ: جیسے اَغْلَقَ الْبَابَ فَانْغَلَقَ (اس نے دروازہ بند کیا تو وہ بند ہو گیا)۔

مطاوعت فَعَّلَ: جیسے کَسَّرْتُہٗ فَانْکَسَرَ (میں نے اس کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا)۔

نوٹ: باب انفعال ہمیشہ لازم آتا ہے متعدی نہیں اور ہمیشہ ایسے معانی کے لیے آتا ہے جن کا تعلق اعضائے ظاہری ہی سے ہو۔

۸) باب استفعال کے فوائد:

طلب ماخذ: جیسے اِسْتَغْفَرَ اللّٰہَ (اس نے اللہ سے مغفرت طلب کی)۔

وجدان: جیسے اِسْتَکْرَمْتُہٗ (میں نے اس کو کرم سے متصف کیا)۔

تحوّل: جیسے اِسْتَحْجَرَ الطِّیْنُ (مٹی پتھر بن گئی) اس میں قلب ماہیت کی خاصیت ہے۔

تَکَلُّف: جیسے اِسْتَجْرَئَ (اس نے بتکلف جرأت دکھائی)۔

مطاوعت اَفْعَلَ: جیسے اَقَمْتُہٗ فَاسْتَقَامَ (میں نے اس کو سیدھا کیا پس وہ سیدھا ہو گیا)

موافقت مجرد: جیسے اِسْتَقَرَّبَ بمعنی قَرَّ ہے۔

۹) باب اِفْعَوْعَلَ کے فوائد:

مبالغہ: جیسے اِحْدَوْدَبَ (بہت کبڑا ہو گیا)۔

موافقت مجرد: جیسے اِحْلَوْلَی التَّمْرُ۔ بمعنی حَلَا۔

۱۰) اِفْعَوَّلَ و اِفْعَالَّ:

مبالغہ کے لیے مستعمل ہے۔ جیسے اِجْلَوَّذَ (بہت تیز دوڑا)۔ اِحْمَارَّ (اس کی سرخی تیز ہو گئی)۔ یہ وزن الوان و عیوب کے لیے مخصوص ہے۔

۱۱) تَفَعْلَلَ:

مطاوعت فَعْلَلَ: جیسے دَحْرَجْتُہٗ فَتَدَحْرَجَ (میں نے اس کو لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا)۔

۱۲) اِفْعِلَّالٌ جیسے اِقْشِعْرَارٌ

مبالغہ کے لیے آتا ہے۔ جیسے اِقْشَعِرَّ (وہ سخت خوف یا ڈر یا سردی کے باعث کانپ گیا)۔
فائدہ: واضح رہے کہ ان ابواب مزید فیہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہر مجرد سے ان کو بنایا جائے بلکہ یہ سب سماعی چیزیں ہیں جن کا مدار سماع اور لغت کی کتب پر ہے۔

سبق نمبر ۳۴

مرکب کے چار اقسام

ترکیب اگر اضافت کے ساتھ ہے تو اس کو مرکب اضافی، اگر صفت موصوف کی ہو تو اس کو مرکب توصیفی کہتے ہیں۔

اور اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک کے اعداد کو مرکب بنائی کہتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا ہر دو جزو مبنی ہوتا ہے۔ اور جزاول مبنی علی الفتح ہوتا ہے۔ سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کہ اس کا جز اول معرب ہے اور بَعْلَبَكّ اور حَضَرَ مَوْتَ مرکب منع صرف کہلاتے ہیں۔ مرکب کی ان چار قسموں کو مرکب غیر مفید کہتے ہیں، کیوں کہ ان سے سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہیں ہوتی۔

سبق نمبر ۳۵

اسمائے غیر متمکنہ کی آٹھ اقسام

اسم متمکن وہ اسم ہے جو اعراب کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے اور اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو اعراب کو قبول نہیں کرتا۔

اسمائے غیر متمکنہ:

یعنی جو اسم اعراب کو قبول نہیں کرتے ان کی آٹھ قسمیں ہیں:

۱)ضمائر ۲)اسمائے اشارات ۳)اسمائے موصولہ ۴)اسمائے افعال ۵)اسمائے اصوات ۶)اسمائے ظروف ۷)اسمائے کنایات ۸) مرکب بنائی

ضمائر کی پانچ اقسام: ۱) مرفوع متصل ۲) مرفوع منفصل ۳) منصوب متصل ۴) منصوب منفصل ۵) مجرور متصل

فاعل کے لیے ضمیر مرفوع اور مفعول کے لیے ضمیر منصوب استعمال کرتے ہیں۔

سبق نمبر ۳۶

اسمائے متمکنہ کی سولہ اقسام

واضح رہے کہ ان کا یاد رکھنا عربی عبارت کی صحت اور اس کی تفہیم کے لیے بہت ضروری ہے۔

۱) جب اسم مفرد منصرف صحیح ہو۔ جیسے زَیْدٌ۔ یا

۲) قائم مقام صحیح ہو۔ جیسے دَلْوٌ۔ یا

۳) جمع مکسر منصرف ہو۔ جیسے رِجَالٌ۔

تو ان کے اوپر حالت رفعی میں ضمہ اور نصبی میں فتحہ اور جرّی میں کسرہ ہو گا۔ جیسے

حالت رفعی: جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَ دَلْوٌ وَ رِجَالٌ۔

حالت نصبی: رَأَیْتُ زَیْدًا وَ دَلْوًا وَرِجَالًا۔

حالت جرّی: مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَ دَلْوٍ وَ رِجَالٍ۔

۴) جب اسم جمع مؤنث سالم ہو تو اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ، حالت نصبی میں اور جرّی میں کسرہ ہو گا۔ جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

۵) اسم غیر منصرف پر حالت رفعی میں ضمہ اور حالت نصبی میں اور جرّی میں فتحہ ہوتا ہے۔ تفصیل غیر منصرف میں لکھی جاچکی ہے، جیسے حالت رفعی میں جَاءَ عُمَرُ وَ طَلْحَةُ وَزَیْنَبُ وَ اِبْرَاهِیْمُ وَ مَعْدِیْکَرِبُ وَ اَحْمَدُ وَ عِمْرَانُ اور حالت نصبی و جرّی میں رَأَیْتُ عُمَرَ وَ مَرَرْتُ بِعُمَرَ اور اسی طرح سب کو قیاس کر لیا جاوے۔

۶) اسماء ستہ مکبّرہ ہیں: اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْ مَالٍ۔

حالت رفعی میں واؤ کے ساتھ اور نصبی میں الف کے ساتھ اور حالت جرّی میں یاء کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں جیسے حالت رفعی میں جَاءَ أَبُوْكَ وَ أَخُوْكَ اور حالت نصبی میں رَأَيْتُ أَبَاكَ وَأَخَاكَ اور حالت جرّی میں مَرَرْتُ بِأَبِيْكَ وَبِأَخِيْكَ۔

۷)ساتویں قسم تثنیہ ہے، جیسے رَجُلَانِ۔

۸) كِلَا وَكِلْتَا جب یہ مضاف ہوں کسی ضمیر کی طرف۔

۹)اِثْنَانِ وَاثْنَتَانِ حالت رفعی میں الف کے ساتھ اور نصبی اور جرّی میں "یَا" ما قبل مفتوح کے ساتھ، جیسے حالت رفعی میں جَاءَ رَجُلَانِ وَكِلَاهُمَا وَاثْنَانِ اور نصبی وجرّی میں رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ وَكِلَيْهِمَا وَاثْنَيْنِ، وَمَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ وَبِكِلَيْهِمَا وَبِاثْنَيْنِ۔

۱۰)جمع مذکر سالم، جیسے مُسْلِمُوْنَ۔

۱۱)أُولُوْا۔

۱۲)عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک۔

حالت رفعی میں ان سب کا اعراب "واؤ" ما قبل مضموم ہوگا، اور نصبی وجرّی میں "یا" ما قبل میں مکسور ہوگا۔ جیسے حالت رفعی میں جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَأُولُوْا مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، اور حالت نصبی وجرّی میں رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَأُولِيْ مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا اور مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَبِأُولِيْ مَالٍ وَبِعِشْرِيْنَ رَجُلًا۔

۱۳)اسم مقصور ہے اور اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو، جیسے مُوْسٰی۔

۱۴)غیر جمع مذکر سالم جب مضاف ہو یاء متکلم کی طرف، جیسے غُلَامِيْ۔

حالت رفعی میں ان کے اندر ضمہ مقدر ہوگا، اور حالت نصبی میں فتحہ مقدر ہوگا، اور جرّی میں کسرہ مقدر ہوگا، اور تینوں حالتوں میں ان کے اندر کوئی تبدیلی نہ ہوگی، جیسے جَاءَ مُوْسٰی رَأَيْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی، اسی طرح غُلَامِيْ حالت رفعی میں جَاءَ غُلَامِيْ، اور نصبی وجرّی میں رَأَيْتُ غُلَامِيْ وَمَرَرْتُ بِغُلَامِيْ استعمال ہوتا ہے۔

۱۵)اسم منقوص، یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں ما قبل یاء مکسور ہو، جیسے قَاضِيْ۔

حالت رفعی میں ضمہ مقدر ہوگا، جیسے جَاءَ الْقَاضِيْ اور حالت نصبی میں فتحہ ظاہر

ہو گا، جیسے رَأَیْتُ الْقَاضِیَ اور حالت جرّی میں کسرہ مقدر ہو گا، جیسے مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

١٦)وہ جمع مذکر سالم جو مضاف ہو یاء متکلم کی طرف، جیسے مُسْلِمِیَّ، یہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا، نون اضافت سے گر گیا اور ''یاء'' متکلم سے مضاف ہو کر واؤ کو ''یاء'' سے تبدیل کر کے دونوں ''یاء'' کا ادغام ہو گیا، حالت رفعی میں ضمہ مقدر ہو گا، جیسے هٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ اور حالت نصبی و جرّی میں ما قبل مکسور ہو گا، جیسے رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔

سبق نمبر ٣٧

مشتقات

فعل سے جو اسماء مشتق ہوتے ہیں وہ کل دس ہیں۔

١)مصدر ٢)اسم مرّہ ٣) اسم نوع ٤) ظرف زمان وظرف مکان ٥)اسم آلہ

٦) اسم فاعل ٧) اسم مفعول ٨) صفت مشبہ ٩)اسم تفضیل ١٠) مبالغہ۔

مصدر: ثلاثی مجرد کے مصدر قیاسی نہیں ان کے چند اوزان ہیں جن کی شناخت کا مدار سماع پر ہے چناں چہ اکثر وبیشتر:

١)جو پیشہ کے معنی دیتے ہیں وہ فِعَالَةٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے زِرَاعَةٌ، تِجَارَةٌ، حِیَالَةٌ وغیرہ۔

٢)جو امتناع کے معنی دیتے ہیں وہ فِعَالٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے إِبَاءٌ، شِرَاءٌ، جِمَاعٌ۔

٣)جو اضطرار کے معنی دیتے ہیں ان کا وزن فَعَلَانٌ ہوتا ہے، جیسے غَلَیَانٌ، جَوَلَانٌ، خَلَقَانٌ۔

٤)جو بیماری و مرض کے معنی دیں وہ فُعَالٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے صُدَاعٌ، زُکَامٌ، دُوَارٌ۔

٥)جن سے سیر کے معنی ظاہر ہوں وہ فَعِیْلٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے رَحِیْلٌ، زَمِیْلٌ۔

٦)جن سے آواز کے معنی مراد لیے جائیں ان کا وزن فُعَالٌ یا فَعِیْلٌ ہوتا ہے، جیسے صُرَاخٌ، زَئِیْرٌ۔

٧)جن سے کسی رنگ کے معنی ظاہر ہوں، ان کا وزن فُعْلَةٌ ہوتا ہے، جیسے حُمْرَةٌ، زُرْقَةٌ، خُضْرَةٌ۔

اور اگر مذکورہ بالا معانی نہ ظاہر کریں تو اکثر:

١) فَعُلَ کا مصدر فُعُوْلَةٌ یا فَعَالَةٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے سُهُوْلَةٌ، نَبَاهَةٌ، فَصَاحَةٌ۔

٢) فَعِلَ لازمی کا مصدر فَعَلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے فَرَحٌ، عَطَشٌ، يَلَجٌ۔

٣) اور فَعَلَ لازمی کا مصدر فُعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے قُعُوْدٌ، خُرُوْجٌ۔

٤) اور فَعِلَ، فَعُلَ متعدی کا مصدر فَعْلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے فَهْمٌ، نَصْرٌ۔

مصادر غیر ثلاثی: یہ سب کے سب قیاسی ہیں اور حسب ذیل احکام کی رو سے ان کا استعمال ہوتا ہے۔

فَعَّلَ: فَعَّلَ کا مصدر تَفْعِيلٌ آتا ہے، جیسے فَرَّحَ تَفْرِيحًا، اور کبھی تَفْعِلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے، جیسے وَسَّعَ تَوْسِعَةً، وَقَدَّمَ تَقْدِمَةً، اور اگر مہموز اللام ہو تو تَفْعِلَةٌ کے وزن پر زائد اور تَفْعِيلٌ کے وزن پر کم آتا ہے، جیسے تَنْبِئَةٌ، تَوْطِئَةٌ، تَهْنِيَةٌ، اور اگر ناقص ہو تو صرف تَفْعِلَةٌ کا ہی وزن آتا ہے، جیسے حَلّٰى تَحْلِيَةٌ، وزَكّٰى تَزْكِيَةٌ اور اگر اجوف ہو تو صرف تَفْعِيلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے قَوَّمَ تَقْوِيمٌ اور سَوَّدَ تَسْوِيدٌ۔

فَاعَلَ: کا مصدر فِعَالٌ وَمُفَاعَلَةٌ آتا ہے، جیسے قَاتَلَ قِتَالًا وَمُقَاتَلَةً، البتہ جہاں فاء کلمہ یاء ہو، وہاں مُفَاعَلَةٌ کا وزن مخصوص ہے، جیسے يَامَنَ مُيَامَنَةً اور يَاوَمَ مُيَاوَمَةً۔

أَفْعَلَ: کا مصدر إِفْعَالٌ ہے، جیسے أَكْرَمَ إِكْرَامًا، اگر عین کلمہ میں حرف علت ہو تو اس کی حرکت ما قبل کو نقل کرکے الف سے بدل دیتے ہیں، پھر دو الف جمع ہونے کے باعث ایک کو محذوف کرکے اس کے عوض آخر میں تاء بڑھادیتے ہیں، جیسے أَمَاتَ إِمَاتَةً، أَغَاثَ إِغَاثَةً، أَشَارَ إِشَارَةً۔

تَفَعَّلَ: کا مصدر تَفَعُّلٌ ہے، جیسے تَقَدَّمَ تَقَدُّمًا اور جب لام کلمہ حرف علت ہو تو یاء سے بدل کر ما قبل کو کسرہ دیتے ہیں، جیسے تَأَنّٰى تَأَنِّيًا۔

اِفْتَعَلَ: کا مصدر اِفْتِعَالٌ ہے، جیسے اِشْتَرَكَ اِشْتِرَاكًا

اِفْعَلَّ: کا مصدر اِفْعِلَالٌ ہے، جیسے اِحْمَرَّ اِحْمِرَارًا

اِنْفَعَلَ: کا مصدر اِنْفِعَالٌ ہے، جیسے اِنْطَلَقَ اِنْطِلَاقًا

اِسْتَفْعَلَ: کا مصدر اِسْتِفْعَالٌ ہے، جیسے اِسْتَغْفَرَ اِسْتِغْفَارًا لیکن اگر عین کلمہ حرف علت ہو تو الف سے بدل کر حذف کردیتے ہیں اور آخر میں تاء بڑھادیتے ہیں، جیسے اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَةً

اِفْعَوَّلَ: کا مصدر اِفْعِوَّالٌ ہے، جیسے اِحْدَوْدَبَ اِحْدِيْدَابًا

فَعْلَلَ: کا مصدر فَعْلَلَةٌ اور فِعْلَالٌ ہے، جیسے دَحْرَجَ دَحْرَجَةً وَدِحْرَاجًا، دوسرا وزن صرف مضاف ہونے کی صورت میں قیاسی ہوتا ہے ورنہ سماعی، جیسے وَسْوَسَ وَسْوَسَةً یا وِسْوَاسًا۔

تَفَعْلَلَ: کا مصدر تَفَعْلُلٌ ہے، جیسے تَدَحْرَجَ تَدَحْرُجًا

اِفْعَنْلَلَ: کا مصدر اِفْعِنْلَالٌ ہے، جیسے اِحْرَنْجَمَ اِحْرِنْجَامًا

اِفْعَلَلَّ: کا مصدر اِفْعِلَّالٌ ہے، جیسے اِقْشَعَرَّ اِقْشِعْرَارًا

فعل مجہول کے مصدر کے لیے کوئی مخصوص وزن نہیں جو فعل معروف کا مصدر ہوتا ہے بس وہی فعل مجہول کا مصدر شمار ہوتا ہے جیسے ضُرِبَ ضَرْبًا جس طرح معروف میں کہا جاتا ہے: ضَرَبَ ضَرْبًا۔

سبق نمبر ۳۸

مصدر میمی

ثلاثی مجرد سے مصدر میمی مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے۔

مَنْظَرٌ، مَضْرَبٌ، مَرْمٰی، اس قاعدہ سے سات الفاظ مستثنٰی ہیں، مَرْجِعٌ، مَسِيْرٌ، مَصِيْرٌ، مَشِيْبٌ، مَرْفِقٌ، مَقِيْلٌ اور مَجِيْءٌ۔

مثال واوی سے مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے خواہ مضارع کا عین کلمہ مکسور ہو یا مفتوح، جیسے مَوْرِدٌ، مَوْعِدٌ، مَوْجِلٌ۔

ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب سے مضارع مجہول کے وزن پر آتا ہے اور

بجائے علامت مضارع کے میم مضموم لگاتے ہیں، جیسے مُنْحَدَرٌ، مُصْطَبَرٌ، مُزْدَحَمٌ۔

نوٹ: اسم ظرف کا وزن مَفْعَلٌ ہے لیکن مصدر میمی بن جانے کے بعد ظرف کا مفہوم باقی نہیں رہتا۔

سبق نمبر ٣٩

اسم مرّہ واسم نوع

اسم مرّہ وہ مصدر ہے جو فعل کے صرف ایک دفعہ ہونے کو ظاہر کرے۔ اسم نوع وہ مصدر ہے جو فعل کی ہیئت ِ وقوع بتائے۔ اسم مرّہ ثلاثی مجرد سے فَعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبَةً وَأَخَذْتُ أَخْذَةً۔

ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب میں اسم مرّہ بنانے کے لیے باب کے اصل مصدر پر "تاء" بڑھانی پڑتی ہے، جیسے اِلْتَفَتُّ اِلْتِفَاتَةً اِنْطَلَقْتُ اِنْطِلَاقَةً۔

ثلاثی وغیرہ کے مصادر کے آخر میں جب "تاء" آجائے تو اسم مرّہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کا لانا ضروری ہے جو وحدت کے معنی دے، جیسے ضَرَبْتُهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً، قَاتَلْتُهُ مُقَاتَلَةً لَا غَيْرَ، مَا الْتَفَتُّ إِلَيْهِ إِلَّا الْتِفَاتَةً، أَجَبْتُهُ إِجَابَةً فَقَطْ۔

اسم نوع ثلاثی مجرد سے فِعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے وَقَفَ وِقْفَةَ الْأَسَدِ وَمَشٰى مِشْيَةَ الْمُخْتَالِ۔

ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب سے اسم مرّہ ہی کے وزن پر آتا ہے، جیسے حَسَنُ الْاِنْطِلَاقَةِ وَقَبِيحُ الْمُعَاشَرَةِ۔

سبق نمبر ٤٠

ظرفِ زمان وظرفِ مکان

ظرفِ زمان وہ ہے جو فعل واقع ہونے کے وقت کو بتائے اور ظرفِ مکان وہ ہے جو

فعل واقع ہونے کی جگہ کو بتائے۔

ظرفِ مکان وظرفِ زمان دونوں مَفْعَلٌ کے وزن پر آتے ہیں جبکہ ان کے مضارع کا عین کلمہ مفتوح ہو، جیسے مَطْبَخٌ، مَذْبَحٌ۔

اور جب عین کلمہ مکسور ہو تو مَفْعِلٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے مَجْلِسٌ، مَنْزِلٌ، اس قاعدہ سے مندرجہ ذیل الفاظ مستثنیٰ ہیں اگرچہ ان کا مضارع مضموم العین ہے مگر پھر بھی یہ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتے ہیں، جیسے مَسْجِدٌ، مَشْرِقٌ، مَغْرِبٌ، مَطْلِعٌ، مَجْزِرٌ، مَرْفِقٌ، مَغْرِقٌ، مَسْكِنٌ، مَنْسِكٌ، مَنْبِتٌ، مَسْقِطٌ۔

مثال سے ظرفِ زمان وظرفِ مکان ہمیشہ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے، اور ناقص سے ہمیشہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَوْعِدٌ، مَوْجِلٌ، مَطْوِىٌّ، مَرْمِىٌّ، اور ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے مصدر میمی کے مانند، جیسے أَدْخَلَ سے مَدْخَلٌ۔

نوٹ: مَفْعَلَةٌ کا وزن کسی چیز کی کثرت کو ظاہر کرتا ہے، جیسے مَقْبَرَةٌ جہاں قبریں زیادہ ہوں، مَأْبَلَةٌ جہاں اونٹ بکثرت ہوں، مَفْعَاةٌ جہاں سانپ زیادہ ہوں، مَسْبَعَةٌ جہاں درندے کثرت سے ہوں۔

سبق نمبر ۴۱

اسمِ آلہ

اسمِ آلہ اس اوزار کو بتاتا ہے جس سے کوئی کام لیا جاتا ہے، یہ صرف ثلاثی مجرد متعدی سے بنتا ہے، البتہ مِصْفَاةٌ (صَفَا) سے، مِرْقَاةٌ (رُقِىٌّ) سے، مِزْمَارٌ (زُمْرٌ) سے مستثنیٰ ہیں۔ اسمِ آلہ کے تین وزن ہیں مِفْعَلٌ جیسے مِبْرَدٌ، مِفْعَالٌ جیسے مِفْتَاحٌ، مِفْعَلَةٌ جیسے مِكْنَسَةٌ۔

وہ اسمِ آلہ جو اسم جامد ہو اس میں فعل سے اشتقاق کا اعتبار نہیں اور وہ اسم آلہ جو فعل سے مشتق نہ ہو سکے اس کے لیے کوئی ضابطہ نہیں مختلف اوزان پر آتا ہے، جیسے قَدُومٌ، سِكِّينٌ، فَأْسٌ وغیرہ۔

سبق نمبر ۴۲

اسمِ فاعل اسمِ مفعول

اسمِ فاعل اس ذات کو بتاتا ہے جس سے فعل کا صدور ہو، یہ ثلاثی مجرد سے فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے، جیسے ضَارِبٌ، قَاتِلٌ، نَاصِرٌ ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے مضارع معروف کے وزن پر آتا ہے اس صورت سے کہ علامت مضارع کو میم مضموم سے بدلا جاتا ہے اور ما قبل آخر کو کسرہ دیا جاتا ہے، جیسے مُکْرِمٌ، مُتَقَدِّمٌ۔

اور اسمِ مفعول اس ذات کو بتاتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو یہ ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے مَضْرُوْبٌ، مَأْخُوْذٌ اور ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے مضارع مجہول کے وزن پر اس صورت سے کہ علامت مضارع کو میم مضموم سے بدلا جاتا ہے اور ما قبل آخر کو فتح دیا جاتا ہے، جیسے مُکْرَمٌ، مُدَحْرَجٌ۔

تنبیہ: قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ اسم فاعل اور اسم مفعول کا اشتقاق اپنے ہی فعل سے ہو خواہ وہ مجرد ہو خواہ مزید، لیکن بعض الفاظ شاذ ہونے کے سبب اس قیاس کے ماتحت نہیں آتے، جیسے أَمْحَلَ سے مَاحِلٌ، أَمْلَحَ سے مَالِحٌ، أَيْفَعَ سے يَافِعٌ، أَحَبَّهُ سے مَحْبُوْبٌ، أَجَنَّهُ سے مَجْنُوْنٌ، أَحَمَّهُ سے مَحْمُوْمٌ وغیرہ۔

ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم مفعول، مصدر میمی اور ظرفِ زمان و مکان ایک ہی وزن پر آتے ہیں، فرق قرائن معنویہ کے ذریعہ کر لیا جاتا ہے۔

سبق نمبر ۴۳

صفتِ مشبّہ

صفتِ مشبہ اس ذات کو بتاتا ہے جس میں معنی مصدری بطور ثبوت یعنی پائے داری کے پائے جاتے ہوں، جیسے جَمِيْلٌ ثلاثی مجرد سے اس کے اوزان سماعی ہیں، جیسے حَسَنٌ، کَرِيْمٌ، لَيِّنٌ سَهْلٌ، صَعْبٌ ہاں اگر فعل، لون، عیب یا حلیہ پر دلالت کرے تو صفت مشبہ کے لیے وزن أَفْعَلُ کا ہے جیسے أَسْوَدُ، أَعْرَجُ، أَبْلَجُ۔

اور ثلاثی مجرد کے علاوہ دیگر ابواب سے اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے، صفت مشبہ صرف ابواب لازمہ سے آتی ہے۔

سبق نمبر ۴۴

اسمِ تفضیل

اسمِ تفضیل اس ذات کو بتاتا ہے جس میں اوروں کی نسبت مصدری معنی کی زیادتی پائی جاتی ہو، اس کو افعل التفضیل بھی کہتے ہیں، اس میں مذکر کے لیے أَفْعَلُ کا وزن مقرر ہے اور مؤنث کے لیے فُعْلیٰ اور یہ صرف ثلاثی مجرد کے ابواب سے بنتا ہے۔

رہے وہ مادے جو رنگ، عیب، حلیہ پر دلالت کرتے ہیں ان سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا بلکہ اسی وزن پر صفت کا صیغہ آتا ہے۔

اور وہ ابواب یا مادے جن سے اسمِ تفضیل کا صیغہ أَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آسکتا ان سے اگر اسمِ تفضیل کے معنی ظاہر کرنے ہوں تو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ لفظ أَشَدُّ یا أَكْثَرُ یا انہی جیسے الفاظ کے بعد اس کا مصدر منصوب استعمال کرتے ہیں، جیسے أَشَدُّ سَوَادًا، أَشَدُّ اسْتِخْرَاجًا۔

اسمِ تفضیل معروف اور ثلاثی مجرد سے بنتا ہے لیکن بعض الفاظ شُذُوْذًا (شاذ و نادر) مجہول اور ابواب غیر ثلاثی مجرد سے بھی آتے ہیں، مثلاً اَلْعَوْدُ أَحْمَدُ میں أَحْمَدُ حَمِدَ سے اور حَاتِمٌ أَعْطٰى مِنْ عَمْرٍو میں أَعْطٰى أُعْطِيَ سے اور هٰذَا السَّفَرُ أَخْصَرُ مِنْ ذٰلِكَ میں أَخْصَرُ اُخْتُصِرَ سے بنتے ہیں۔

کبھی اسمِ تفضیل اسمِ جامد سے بھی آتا ہے جیسے مَا بِالْبَادِيَةِ أَنْوَأُ مِنْهُ میں أَنْوَأُ، نَوْءٌ سے ماخوذ ہے، خَيْرٌ وَ شَرٌّ در اصل أَخْيَرُ وَ أَشَرُّ تھے کثرت استعمال سے دونوں جگہ سے ہمزہ گر گیا، کبھی مع ہمزہ کے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

۞۞۞۞

سبق نمبر ۴۵

اوزانِ مبالغہ

مبالغہ وہ ہے جو کسی فاعل میں مصدری معنی کی زیادتی بتلائے، اس کے مشہور وزن یہ ہیں:

۱) فَعَّالٌ جیسے عَلَّامٌ وَنَصَّارٌ ۲) فَعَّالَةٌ جیسے عَلَّامَةٌ وَفَهَّامَةٌ۔

۳) فِعِّيلٌ جیسے صِدِّيْقٌ وَ سِكِّيْرٌ ۴) مِفْعِيلٌ جیسے مِسْكِيْنٌ وَ مِعْطِيْرٌ

۵) مِفْعَالٌ جیسے مِكْسَالٌ وَمِقْدَامٌ ۶) فُعَلَةٌ جیسے ضُحَكَةٌ وَضُجَعَةٌ

۷) فَعِلٌ جیسے شَرِةٌ وَحَذِرٌ ۸) فَعِيلٌ جیسے رَحِيْمٌ وَعَظِيْمٌ

۹) فَعُوْلٌ جیسے كَذُوْبٌ وَوَدُوْدٌ ۱۰) فَاعِلَةٌ جیسے رَاوِيَةٌ

۱۱) فُعَلٌ جیسے غُفَلٌ ۱۲) فَعُوْلَةٌ جیسے فَرُوْقَةٌ

۱۳) مِفْعَلٌ جیسے مِحْرَبٌ ۱۴) فَاعُوْلٌ جیسے فَارُوْقٌ

۱۵) فُعَّالٌ جیسے كُبَّارٌ

مبالغہ کے اوزان سب سماعی ہیں اور وہ صرف ثلاثی مجرد سے آتے ہیں البتہ دَرَّاكٌ، أَدْرَكَ سے، اور مِعْطَاءٌ أَعْطٰی سے، مِهْوَانٌ أَهَانَ سے، مِحْسَانٌ أَحْسَنَ سے، مِتْلَافٌ أَتْلَفَ سے، مِمْلَاقٌ أَمْلَقَ سے، مِحْلَافٌ أَحْلَفَ سے، سَمِيْعٌ أَسْمَعَ سے، نَذِيْرٌ أَنْذَرَ سے اور زُهُوْقٌ أَزْهَقَ سے شاذ ہیں۔

فائدہ: بعض اوزانِ مبالغہ کے ساتھ تاء لاحق ہوتی ہے تو وہ تاء تانیث نہیں ہوتی بلکہ تاکیدِ مبالغہ کے لیے آتی ہے، جیسے عَلَّامَةٌ (بہت بہت جاننے والا)، فَرُوْقَةٌ (بہت بہت فرق کرنے والا)، مِجْزَامَةٌ (بہت بہت کاٹنے والا)۔

جب فَعِيْلٌ، فَاعِلٌ کے معنی میں ہو تو مذکر و مؤنث میں فرق ہوگا خواہ موصوف کا ذکر ہو یا نہ ہو، جیسے رَجُلٌ نَصِيْرٌ، اِمْرَأَةٌ نَصِيْرَةٌ، وَجَاءَ نَصِيْرٌ وَنَصِيْرَةٌ

اور اگر فَعِيْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہو اور موصوف بھی ساتھ ساتھ مذکور ہو تو مذکر و مؤنث

میں ایک ہی حالت ہو گی جیسے زَيْدٌ قَتِيْلٌ وَأَتَتِ الْمَرْأَةُ جَرِيْحًا اور بغیر موصوف کے فرق ہو گا، جیسے جَاءَ حَبِيْبٌ وَحَبِيْبَةٌ۔

اور اگر فَعُوْلٌ بمعنی فَاعِلٌ ہو تو موصوف کے ساتھ مذکر و مؤنث میں ایک ہی حالت ہو گی، جیسے يَحْيٰى الْبَتُوْلُ، مَرْيَمَ الْبَتُوْلُ، اور اگر موصوف نہ ہو تو فرق ہو گا، جیسے جَاءَ بَتُوْلٌ وَبَتُوْلَةٌ۔

اور اگر فَعُوْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہو تو مؤنث و مذکر میں فرق و امتیاز ہو گا، خواہ موصوف مذکور ہو یا نہ ہو، جیسے هٰذَا رَسُوْلٌ وَتِلْكَ رَسُوْلَةٌ۔

سبق نمبر ۴۶

مذکر و مؤنث

مذکر علامتِ تذکیر سے بے نیاز ہے البتہ مؤنث کے لیے تین علامتیں مقرر ہیں۔

۱) تاء، جیسے ظُلْمَةٌ، قُوَّةٌ، نِعْمَةٌ، قُدْمَةٌ

۲) الف مقصورہ، جیسے عُذْرٰی، فُضْلٰی، كُبْرٰی، عُظْمٰی

۳) الف ممدودہ، جیسے حَمْرَاءُ، سَوْدَاءُ، بَيْضَاءُ، زَرْقَاءُ

یہ تینوں علاماتِ تانیث، آخرِ اسم میں زائد کی جاتی ہیں اور یہ اسم کو مؤنث بنا دیتی ہیں لیکن وہ اسماء جو مردوں کے نام ہو ان کے آخر میں اگرچہ علاماتِ تانیث ہوں لیکن وہ مذکر ہی رہتے ہیں، جیسے طَلْحَةٌ، نَخْلَةٌ، اَرْطٰی، خَضْرَاءُ وغیرہ۔

مؤنث کی دو قسمیں ہیں:

۱) مؤنثِ لفظی ۲) مؤنثِ معنوی

مؤنثِ لفظی: وہ ہے جس میں علامتِ تانیث ظاہر میں لگی ہوئی ہو جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں گزر چکا ہے۔

مؤنثِ معنوی: وہ ہے جس کو اہل زبان نے مؤنث مانا ہو لیکن اس میں کوئی ظاہری علامتِ تانیث نہ ہو اس کی چار قسمیں ہیں:

۱)عورتوں کے نام، جیسے مریم، زینب وغیرہ۔

۲)وہ اسماء جو عورتوں کے لیے ہی مخصوص ہوں، جیسے أُخْتٌ، أُمٌّ وغیرہ۔

۳)شہروں اور قبیلوں کے نام، جیسے شام، مصر، قریش، وغیرہ۔

۴) ان اعضاء جسمانی کے نام جو دو دو ہوں، جیسے عَيْنٌ، رِجْلٌ، أُذُنٌ لیکن یہ آخر کا حکم اکثری ہے کیوں کہ صَدْغٌ، مِرْفَقٌ، حَاجِبٌ، خَدٌّ وغیرہ یہ مؤنث نہیں ہیں، ان کے علاوہ کچھ اور الفاظ بھی ہیں جن کو اہل لغت نے جمع کیا ہے ان کی تعداد تو بہت ہے لیکن یہاں چند کا ذکر کیا جاتا ہے:

أُذُنٌ، أَرْضٌ، أَرْنَبٌ، أَرْوٰى، اِسْتٌ، اِصْبَعٌ، أَفْعٰى، بِئْرٌ، جَحِيْمٌ،
جَهَنَّمُ، حَرْبٌ، دَارٌ، ذِرَاعٌ، رِجْلٌ، رَحِمٌ، رَحٰى، رِيْحٌ، سَقَرٌ،
سِنٌّ، سَاقٌ، شَمْسٌ، شِمَالٌ ضَبُعٌ، عُرُوْضٌ، عَصًا، عَقِبٌ، عَيْنٌ،
فَأْسٌ، فَخِذٌ، فَلَكٌ، قَدَمٌ، قَوْسٌ، كَأْسٌ، كَتِفٌ، كَرِشٌ، كَفٌّ، نَارٌ،
نَعْلٌ، نَابٌ، وَرِكٌ، يَدٌ، يَمِيْنٌ۔

ہوا کے جو اسم ہیں وہ بھی مؤنث مانے جاتے ہیں، جیسے: صَبَا، قَبُوْلٌ، جُنُوْبٌ، دَبُوْرٌ، شِمَالٌ، حَيْفٌ، حَرُوْرٌ، سَمُوْمٌ، وغیرہ۔

ان کے علاوہ بعض ایسے اسماء بھی ہیں جن میں تذکیر و تانیث دونوں صورتیں جائز ہیں، ان میں مشہور یہ ہیں:

إِبِطٌ، إِزَارٌ، حَالٌ، حَانُوْتٌ، خَمْرٌ، دِرْعٌ، دَلْوٌ، رُوْحٌ، زُقَاقٌ،
سَبِيْلٌ، سَرٰى، سَرَاوِيْلُ، سِلَاحٌ، سِكِّيْنٌ، سَلَمٌ، سُلَّمٌ، سَمَاءٌ،
سُوْقٌ، صَاعٌ، ضُحٰى، طَرَسٌ، طَرِيْقٌ، عَجُزٌ، عَضُدٌ، عُقَابٌ،
عَقْرَبٌ، عُنُقٌ، عَنْكَبُوْتٌ، فِرْدَوْسٌ، فَرَسٌ، فِهْرٌ، قِدْرٌ، قُفَاءٌ،
قَمِيْصٌ، كَبِدٌ، لِسَانٌ، مِسْكٌ، مِلْحٌ، مِنْجَنِيْقٌ، مُوْسٰى، نَفْسٌ، وَرَاءٌ۔

حروف تہجی بھی حکم میں انہیں الفاظ کے ہیں۔

سبق نمبر ۴۷

مثنّٰی (قواعد تثنیہ)

مثنّٰی وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے، کسی اسم واحد کو جب مثنّٰی بنانا چاہتے ہیں تو حالت رفعی میں اس کے آخر میں الف بڑھاتے ہیں اور حالت نصبی وجری میں یاء ماقبل مفتوح اور آخر میں نون مکسور زائد کرتے ہیں، جیسے جَاءَ الرَّجُلَانِ، رَأَيْتُ الرَّجُلَيْنِ، وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَيْنِ۔

کوئی علم اگر مرکب اضافی ہو تو اس کے جزء اول (مضاف) کو مثنّٰی لاتے ہیں، جیسے عَبْدَ الْمَلِكِ اور اگر مرکب بنائی یا اضافی ہو تو ان کو اپنی حالت پر رکھتے ہیں، البتہ مذکر ہونے کی صورت میں ان سے پہلے ذُوْ اور مؤنث ہونے کی صورت میں ذَوَاتَا بڑھاتے ہیں، جیسے ذَوَا مَعْدِيْكَرَبَ، ذَوَاتَا بَعْلَبَكَّ۔

جن کا تثنیہ نہیں آتا وہ یہ ہیں: بَعْضٌ، أَجْمَعُ، جَمْعًا، كُلٌّ، أَحَدٌ، عَرِيْبٌ، اسماء اعداد اور وہ اسم تفضیل جو مِنْ کے ساتھ استعمال ہو، جیسے اَلْيَدَانُ أَفْضَلُ مِنَ الرِّجْلَيْنِ۔

تثنیہ اسمِ منقوص: اسم منقوص وہ اسمِ معرب ہے، جس کے آخر میں یاء ما قبل مکسور ہو، جیسے القاضي اور اگر اسم میں یاء حذف ہو تو تثنیہ بناتے وقت لوٹ آتی ہے، جیسے رَامٍ رَامِيَانِ، رَاعٍ رَاعِيَانِ۔

تثنیہ اسمِ مقصور: اسمِ مقصور وہ اسمِ معرب ہے، جس کے آخر میں ہمزہ ہو اور اس سے پہلے الف زائدہ ہو، جیسے صَفْرَاءُ، خَضْرَاءُ اس میں الف اگر تانیث کے لیے ہو، جیسے خَضْرَاءُ میں تو تثنیہ بناتے وقت ہمزہ کو واؤ سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے خَضْرَاوَانِ یہ جب ہے کہ الف سے پہلے واؤ نہ ہو ورنہ ہمزہ کو باقی رکھتے ہیں تاکہ دو واؤ جمع نہ ہو جائیں، جیسے عَشْوَاءُ سے عَشْوَاءَانِ۔

اگر ہمزہ اصلی ہو تو بھی لزوماً باقی رکھی جاتی ہے جیسے لَأْلَاءٌ سے لَأْلَاءَانِ، قُرَّاءٌ سے قُرَّاءَانِ۔

اگر ہمزہ نہ اصلی ہی ہو نہ تانیث کے لیے تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں خواہ اس کو واؤ سے بدلیں خواہ اس کو بجنسہ رکھیں، جیسے سَمَاءٌ سے سَمَاءَانِ اور سَمَاوَانِ۔

تثنیہ اسماء محذوف اللّام: وہ اسماء جن کا لام کلمہ محذوف ہو اور اس کے عوض کچھ نہ ہو تو تثنیہ بناتے وقت ان کا لام کلمہ واپس آئے گا، جیسے أَبٌ کہ دراصل أَبَوٌ تھا بحالت تثنیہ أَبَوَانِ اسی طرح أَخَوَانِ، حِمَيَرَانِ، غَدَوَانِ وغیرہ۔

البتہ فَمٌ، وَيَدٌ میں واؤ واپس نہیں آئے گا بلکہ کہیں گے فَمَانِ وَيَدَانِ۔

اور وہ اسماء جن میں محذوف کی جگہ کچھ ہو تو ان کو اپنی صورت پر باقی رکھ کر تثنیہ بنایا جائے گا، جیسے سَنَةٌ، اِبْنٌ، اِسْمٌ کہ ان کا تثنیہ سَنَتَانِ، اِبْنَانِ، اِسْمَانِ ہے۔

سبق نمبر ۴۸

جمع

جمع کی دو قسمیں ہیں:

۱) جمع سالم ۲) جمع مکسر

جمع سالم: وہ ہے جس میں واحد کا وزن سالم رہے جو کچھ زیادہ ہو وہ آخر میں ہو، جیسے ضَارِبٌ سے ضَارِبُوْنَ۔

جمع مکسر: وہ ہے جس میں واحد کا وزن باقی نہ رہے بلکہ بگڑ جائے اور متغیر ہو جائے، جیسے ضَارِبٌ سے ضُرَّابٌ

پھر جمع سالم کی بھی دو قسمیں ہیں:

۱) جمع مذکر سالم ۲) جمع مؤنث سالم

جمع مذکر سالم: جمع مذکر سالم وہ ہے کہ بحالت رفعی اس کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم ہو اور بحالت نصبی وجرّی یاء ما قبل مکسور اور دونوں کے بعد نون، جیسے جَاءَ مُسْلِمُوْنَ، رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ، اس وزن پر جمع بنانے کے لیے یہ شرط ہے کہ اسم، تاء تانیث، سے خالی ہو اور مفرد و مرکب نہ ہو، لہذا طَلْحَةُ اگرچہ مذکر علم ہے لیکن تاء تانیث کی وجہ سے اس کی جمع واؤ نون سے نہیں آئے گی، اسی طرح مَعْدِيْكَرَبْ اور بَعْلَبَكَّ وغیرہ يَا عَبْدَ الْمَلِكِ اور تَأَبَّطَ شَرًّا کہ یہ مرکب ہیں نہ مفرد، اگر ان کی جمع بنانی ہو تو لفظ ذُوْ کی کی ان کلمات کی طرف

اس کی اضافت کریں گے، جیسے ذُوْ مَعْدِيْكَرِبْ وذُوْ بَعْلَبَكَّ وَذُوْ تَأَبَّطَ شَرًّا۔

بعض ایسے بھی ہیں جن کی جمع، جمع مذکر سالم کے وزن پر آتی ہے اگر چہ اس کی شرطیں ان میں نہیں پائی جاتیں، مثلاً أَرْضُوْنَ، عَالِمُوْنَ، عِلِّيُّوْنَ، أَهْلُوْنَ، بَنُوْنَ، سِنُوْنَ اسی طرح ہر وہ کلمہ ثلاثی جس کا لام کلمہ حذف کر دیا گیا ہو اس کی عوض میں تاء لائی گئی ہو اس کی جمع بھی واؤ نون کے ساتھ آتی ہے، جیسے عِضُوْنَ، ثُبُوْنَ، مِئُوْنَ جمع ہے عِضَةٌ، ثُبَةٌ، مِأَةٌ کی۔

جمع مؤنث سالم: جمع مؤنث سالم وہ ہے کہ جس کے آخر میں الف اور لمبی تاء زیادہ کی جائے، جیسے ثَمَرَاتٌ، شَجَرَاتٌ، اگر مفرد کے آخر میں پہلے ہی سے تاء ہو تو جمع بنانے کے لیے اس کو حذف کر دیتے ہیں، جیسے طَالِبَةٌ سے طَالِبَاتٌ، مُسْلِمَةٌ سے مُسْلِمَاتٌ۔

مندرجہ ذیل اسماء سے اس وزن پر جمع آتی ہے:

۱) ہر وہ اسم جس کے آخر میں تاء تانیث ہو، جیسے ثَمَرَةٌ سے ثَمَرَاتٌ، شَجَرَةٌ سے شَجَرَاتٌ، البتہ اِمْرَأَةٌ، شَاةٌ، قُلَّةٌ، أُمَّةٌ، مِلَّةٌ، شُفْعَةٌ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۲) ہر وہ اسم جو مؤنث کا علم ہو، جیسے زَيْنَبُ سے زَيْنَبَاتٌ، مَرْيَمُ سے مَرْيَمَاتٌ۔

۳) ہر وہ مصدر جو تین سے زائد حرف رکھتا ہو، جیسے تعریفات، امتیازات، اختیارات۔

۴) ہر وہ اسم جس کے آخر میں الف تانیث ہو، خواہ مقصورہ ہو یا ممدودہ، جیسے صَحْرَاءُ سے صَحْرَاوَاتٌ، حُبْلٰى سے حُبْلَيَاتٌ اسماء مقصورہ وممدودہ میں الف کی تبدیلی یا بقاء کے متعلق وہی صورتیں اختیار کی جائیں گی جن کا ذکر مثنّٰی میں آچکا ہے، مذکورہ اسماء کے علاوہ اس وزن پر جمع آنا سماعی ہے، جیسے سَمَاوَاتٌ، أَرَضِيَّاتٌ، سِجِلَّاتٌ، شِمَالَاتٌ، أُمَّهَاتٌ، سُرَادِقَاتٌ، حُمَامَاتٌ۔

رہے الفاظ عجمی، تو ان میں سے بعض کی جمع تو اسی وزن پر آتی ہے جیسے تِلْغِرَافَاتٌ اور بعض کی جمع جمع مکسر آتی ہے، جیسے: اَسَاكِلُ، قَنَامِلُ، بِطَارِقَةٌ، كَرَادِلَةٌ۔

تنبیہ: اگر کوئی کلمہ ثلاثی ہو اور اس کا عین کلمہ صحیح اور وہ فَعَلٌ یا فَعَلَةٌ کے وزن پر ہو تو اس کی جمع مؤنث سالم بناتے وقت عین کلمہ پر فتح دینا ضروری ہے، جیسے ثَمَرَةٌ سے ثَمَرَاتٌ، رَحْمَةٌ

سے رَحَمَاتٌ۔

اور اگر وہ فِعْلٌ یا فُعْلٌ کے وزن پر ہو تو عین کلمہ کو فتح دینا یا ساکن رکھنا یا فاء کلمہ کے مثل اس پر حرکت لانا سب جائز ہے، جیسے کِسْرَةٌ سے کِسَرَاتٌ، کِسْرَاتٌ، کِسِرَاتٌ، جُرْزَةٌ سے جُرَزَاتٌ، جُرْزَاتٌ، جُرُزَاتٌ۔

اگر کلمہ اجوف ہو تو بحالت جمع، عین کلمہ ساکن ہی رہے گا، خواہ فاء کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو، جیسے جَوْزَةٌ سے جَوْزَاتٌ، بَيْعَةٌ سے بَيْعَاتٌ، اور اگر ناقص ہو تو وہ صحیح کا سا حکم رکھتا ہے، جیسے: رَمْيَةٌ سے رَمْيَاتٌ، رَقْوَةٌ سے رُقُوَاتٌ، رُقَوَاتٌ، رُقْوَاتٌ۔

ہاں اگر فاء کلمہ مکسور ہو اور لام کلمہ واوی ہو تو عین کلمہ کو فتح دینا یا ساکن رکھنا جائز ہے، لیکن فاء کلمہ کے مثل حرکت دینا جائز نہیں۔ حِبِرَاوَاتٌ شاذ ہے۔

اسی طرح اگر فاء کلمہ مضموم ہو اور لام کلمہ یائی ہو تو بھی عین کلمہ کو حرکت میں فاء کلمہ کے ہم شکل کرنا جائز نہیں البتہ فتح دینا جائز ہے، اور ساکن رکھنا بھی، اگر کلمہ مدغم ہو تو جمع بناتے وقت فکِّ ادغام نہیں ہوگا، جیسے ضَمَّةٌ سے ضَمَّاتٌ، عِزَّةٌ سے عِزَّاتٌ۔

جمع مکسَّر

جمع مکسر تین طریق سے بنائی جاتی ہے:

۱) کبھی صرف تبدیلی حرکت سے، جیسے أَسَدٌ سے أُسُدٌ۔

۲) کبھی حروف کے حذف سے، جیسے رَسُوْلٌ سے رُسُلٌ۔

۳) کبھی حرف کی زیادتی سے، جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ۔

جمع مکسر کی دو قسمیں ہیں:

۱) جمع قلت ۲) جمع کثرت۔

جمع قلت: وہ ہے جس سے تین سے دس تک کی تعداد معلوم ہو، اس کے چار وزن ہیں:

۱) أَفْعَالٌ، جیسے ظفر سے أَظْفَارٌ ۲) أَفْعُلٌ، جیسے نَفْس سے أَنْفُسٌ

۳) أَفْعِلَةٌ، جیسے رَغِيْفٌ سے أَرْغِفَةٌ ۴) فِعْلَةٌ، جیسے فَتًى سے فِتْيَةٌ

پھر أَفْعَالٌ اور أَفْعُلٌ کی دوسری جمع بھی آتی ہے، جس کو جمع منتہی الجموع کہتے ہیں، أَفْعَالٌ کی جمع أَفَاعِيْلُ کے وزن پر آتی ہے، جیسے أَظْفَارٌ کی جمع أَظَافِيْرُ، اور أَفْعُلٌ کی جمع أَفَاعِلُ کے وزن پر آتی ہے جیسے أَضْلُعٌ کی جمع أَضَالِعُ گویا منتہی الجموع سے مراد وہ وزن ہے جس میں الف جمع کے بعد دو حرف متحرک ہوں، یا اگر تین ہو تو بیچ میں یاء ساکن ہو، جیسے مَسَاجِدُ، مَنَابِرُ، یا قَنَادِيْلُ، مَصَابِيْحُ۔

تنبیہ: جمع قلت پر جب الف لام استغراق کا داخل ہو یا اس کی اضافت اس چیز کی طرف ہو جو کثرت پر دلالت کرے وہ کثرت کا فائدہ دیتی ہے، جیسے أَيُّهَا الشُّيُوْخُ لَا تَكُوْنُوْا كَالْفِتْيَةِ اِحْفِظُوْا أَنْفُسَكُمْ۔

جمع کثرت: وہ ہے جو تین سے زیادہ إلی غیر النہایۃ کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

جمع سالم کی ہر دو قسمیں بعض کے نزدیک جمع قلت کے معنی کو مفید ہوتی ہیں اور بعض کے قول پر مطلق جمع کے معنی کو ظاہر کرتی ہیں بلالحاظ قلت و کثرت کے۔

سبق نمبر ۴۹

جمع کثرت کے قیاسی اوزان

۱) فُعَلٌ جمع فُعْلَةٌ، جیسے عُلَبٌ جمع عُلْبَةٌ، صُوَرٌ جمع صُوْرَةٌ، صُرَرٌ جمع صُرَّةٌ۔

۲) فِعَلٌ جمع فِعْلَةٌ، جیسے قِطَعٌ جمع قِطْعَةٌ لیکن کبھی فِعْلَةٌ کی جمع فُعَلٌ بھی آتی ہے جیسے لُحًى جمع لِحْيَةٌ، حُلًى جمع حِلْيَةٌ۔

۳) فَعَالِلُ ہر رباعی کی جمع، جیسے بَلَابِلُ جمع بُلْبُلٌ، حَنَادِسُ جمع حِنْدِسٌ اور خماسی مجرد و مزید کی جمع بھی، جیسے سَفَارِجُ جمع سَفَرْجَلٌ، خَدَارِسُ جمع خَنْدَرِيْسٌ۔

۴) فَوَاعِلُ ہر اس ثلاثی کی جمع جس کے فاء کے بعد واؤ یا الف زائد ہو، جیسے جَوَاهِرُ جمع جَوْهَرٌ، خَوَاتِمُ جمع خَاتَمٌ۔

۵) فَعَائِلُ ہر اس مؤنث کی جمع جس کا تیسرا حرف مدہ ہو، جیسے صَحَائِفُ جمع صَحِيْفَةٌ، رَسَائِلُ جمع رِسَالَةٌ۔

۶)أَفَاعِلُ أَفْعَلُ (بتثلیث الہمزۃ) کی جمع، جیسے أَصَابِعُ أُصْبُعٌ کی جمع،أَنَامِلُ أُنْمُلَةٌ کی جمع، أَجَادِلُ أَجْدَلُ کی جمع۔

۷) أَفَاعِيلُ أُفْعُوْلُ اور أُفْعُوْلَةٌ کی جمع، جیسے أَسَالِيبُ أُسْلُوبٌ کی جمع،أَرَاجِيزُ أُرْجُوْزَةٌ کی جمع۔

۸)فَعَالِيلُ ہر اس رباعی کی جمع جس کے حرف آخر سے پہلے مدہ ہو، جیسے قَرَاطِيسُ جمع قِرْطَاسٌ،عَصَافِيرُ جمع عُصْفُوْرٌ۔

۹) مَفَاعِلُ مِفْعَلٌ اور مِفْعَلَةٌ کی جمع، جیسےمَبَاضِعُ جمع مِبْضَعٌ، مَكَانِسُ جمع مِكْنَسَةٌ۔

۱۰)مَفَاعِيلُ مِفْعَالُ، مِفْعِيلُ، مَفْعُوْلٌ کی جمع،جیسےمَفَاتِيحُ جمع مِفْتَاحٌ، مَسَاكِيْنُ جمع مِسْكِيْنٌ،مَقَادِيْرُ جمع مَقْدُوْرٌ۔

سبق نمبر ۵۰

اسم جمع وشبہ جمع

اسم جمع وہ ہے جو جمع کے معنی دے اور اسی مادہ سے اس کے لیے کوئی مفرد نہ ہو، جیسے خَيْلٌ، قَوْمٌ، رَهْطٌ، جَيْشٌ۔

شبہ جمع وہ ہے جو جمع کے معنی دے اور اس کے واحد و جمع میں تاء سے تمیز ہو، جیسے وَرَقٌ کہ اس کا مفرد وَرَقَةٌ ہے، تَمْرٌ کہ اس کا واحد تَمْرَةٌ ہے، اور اسی قبیل سے وہ جس کے واحد و جمع میں یاء نسبتی سے فرق وامتیاز ہو، جیسے اَلرُّوْمِيُ رومیوں میں سے ایک، اَلْمَجُوْسِيُ مجوسیوں میں سے ایک، البتہ پہلا غیر ذوی العقول کے لئے ہے اور دوسرا ذوی العقول کے لئے۔

اسم جمع وشبہ جمع ہر دو کی جمع مفردات کے طرز پر آتی ہے، جیسے قَوْمٌ کی جمع أَقْوَامٌ، ثَوْبٌ کی جمع أَثْوَابٌ، رِفْقَةٌ کی جمع أَرْفُقٌ، نَجْمٌ کی جمع أَنْجُمٌ اور رُوْمٌ کی جمع أَرْوَامٌ۔

۞۞۞۞

سبق نمبر ۵۱

صفت

صفت وہ اسم ہے جو کسی ذات کی حالت کو بتائے اس کی پانچ قسمیں ہیں:

۱) اسم فاعل ۲) اسم مفعول ۳) صفت مشبہ ۴) اسم تفضیل ۵) اوزان مبالغہ۔

صفت کی تانیث

صفت کی تانیث بنانے کے لیے اس کے آخر میں تاء لگادی جاتی ہے، جیسے صَادِقٌ صَادِقَةٌ، كَاذِبٌ كَاذِبَةٌ، لیکن وہ صفت جو فَعْلَانُ کے یا أَفْعَلُ کے وزن پر ہو، یا اسم تفضیل ہو اس کی تانیث کے احکام مخصوص ہیں۔

۱) جو صیغہ صفت فَعْلَان کے وزن پر ہو اس کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر آتی ہے، جیسے عَطْشَانٌ سے عَطْشٰی، سَكْرَانٌ سے سَكْرٰی، ظَمْاٰنٌ سے ظَمْاٰی، مگر بعض کلمات ایسے ہیں کہ ان کی مؤنث تاء ہی کے ساتھ آتی ہے، مثلاً أَلْيَانِ، حُبْلَانِ، خَمْصَانِ، سَخْنَانِ، صَرْحَانِ، ضَرْجَانِ، قَشْرَانِ، مَصَّانِ، نَصْرَانِ اور بعض ایسے ہیں جن کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر بھی آتی ہے اور تاء کے ساتھ بھی، جیسے عَطْشَانُ سے عَطْشٰی اور عَطْشَانَةٌ، غَضْبَانُ سے غَضْبٰی اور غَضْبَانَةٌ۔

۲) جو صیغہ صفت أَفْعَلُ کے وزن پر ہو اس کی مؤنث فَعْلَاءُ کے وزن پر آتی ہے، جیسے أَبْيَضُ سے بَيْضَاءُ، أَسْمَرُ سے سَمْرَاءُ۔

۳) اسم تفضیل کے لیے مؤنث کا صیغہ فُعْلٰی ہے جیسے أَكْرَمُ سے كُرْمٰی، أَصْغَرُ سے صُغْرٰی، پھر اگر کلمہ ناقص واوی ہو تو واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں، جیسے أَحْلٰی سے حُلْيَا، أَدْنٰی سے دُنْيَا۔

بعض صفات کے صیغے ایسے بھی ہیں جن میں تذکیر و تانیث کا کوئی فرق نہیں۔ یہ حسب ذیل چھ ہیں:

۱) فَعَّالَۃٌ: جیسے رَجُلٌ فَهَّامَةٌ، اِمْرَأَةٌ فَهَّامَةٌ۔

۲) مِفْعَالٌ: جیسے رَجُلٌ مِفْضَالٌ، وَامْرَأَةٌ مِفْضَالٌ اور مِيْقَانَةٌ شاذ ہے۔

۳) مِفْعِيْلٌ: جیسے رَجُلٌ مِعْطِيْرٌ وَامْرَأَةٌ مِعْطِيْرٌ۔

۴) مِفْعَلٌ: جیسے رَجُلٌ مِغْشَمٌ وَامْرَأَةٌ مِغْشَمٌ۔

۵) فُعْلَةٌ وفُعَلَةٌ: جیسے رَجُلٌ ضُحْكَةٌ، اِمْرَأَةٌ ضُحْكَةٌ، اگر آپ عین کلمہ کو فتح دیدیں تو فاعلی معنی دے گا، مثلاً ضُحَكَةٌ (بہت ہنسنے والا)، هُمَزَةٌ (بہت عیب لگانے والا)، هُزَاَةٌ (بہت ٹھٹھا کرنے والا)۔

۶) فَعُوْلٌ بمعنی فَاعِلٌ اور فَعِيْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ، کبھی تاء کے ساتھ مؤنث آتا ہے، باوجود موصوف کے معروف ہونے کے، جیسے خَاتِمَةٌ، سَعِيْدَةٌ، عَاقِبَةٌ حَمِيْدَةٌ، کبھی فعیل بمعنی فاعل مؤنث بغیر تاء کے آتا ہے، جیسے اِمْرَأَةٌ عَقِيْمٌ، يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ۔

واضح رہے کہ وہ صفات جو عورتوں ہی کے ساتھ خاص ہوتی ہیں ان کے ساتھ اکثر تاء تانیث لاحق نہیں ہوتی یہ جب ہے کہ حدوث کے معنی ان سے مراد نہ لیے جائیں، جیسے طَالِقٌ، مُرْضِعٌ، حَامِلٌ، وغیرہ، ہاں اگر حدوث کے معنی ملحوظ ہوں تو تانیث کی تاء لاحق ہوگی، جیسے أَرْضَعَتْ فَهِيَ مُرْضِعَةٌ۔

صفت کی جمع

صفت کا صیغہ اگر ذوی العقول کے لیے ہو، چاہے مذکر ہو یا مؤنث، اس کی جمع، جمع سالم کی شکل میں آتی ہے، جیسے رِجَالٌ صَادِقُوْنَ، وَنِسَاءٌ صَادِقَاتٌ، اور وہ صیغہ صفت کا جو بروزن أَفْعَلُ، فَعْلَاءُ، فَعْلَانٌ، فَعْلٰى ہو یا اسم فاعل ناقص ہو یا فَعِيْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہو تو ان کے احکام مخصوص ہیں، جو زیر بیان آئیں گے۔

۱) وہ صیغہ صفت جو بروزن أَفْعَلُ فَعْلَاءُ ہو تو اس کی جمع قیاساً فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے، جیسے أَحْمَرُ کی جمع حُمْرٌ، أَعْوَجُ کی جمع عُوْجٌ، اور کلمہ اجوف یائی ہو تو فاء کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں، جیسے أَغْيَدُ کی جمع غِيْدٌ، أَبْيَضُ کی جمع بِيْضٌ، أَهْيَفُ کی جمع هِيْفٌ۔

۲) جب صفت فَعْلَانٌ، فَعْلٰی کے وزن پر ہو تو اس کی جمع فُعَالٰی یا فِعَالٌ کے وزن پر آتی ہے، جیسے سُكَارٰی، حُيَارٰی، سُكْرَانُ و حَيْرَانُ کی جمع اور جِيَاعٌ و غِضَابٌ، جُوعَانُ و غَضْبَانُ کی جمع ہے۔

صفات کی جمع کے بقیہ اوزانِ قیاسیہ چھ ہیں:

۱) فُعَّالٌ اور فَعَلَةٌ کے وزن پر اس اسم کی جمع آتی ہے جو فَاعِلٌ کے وزن پر ہو اور اس کا دوم کلمہ صحیح ہو، جیسے زَائِرٌ، صَائِمٌ، کی جمع زُوَّارٌ وَصُوَّامٌ اور كَاتِبٌ وظَالِمٌ کی جمع كَتَبَةٌ وَظَلَمَةٌ، فَعَلَةٌ کا وزن زیادہ تر اس فاعل کی جمع کے لیے ہے جو اجوف ہو اور کسی صنعت و حرفت کے معنی دیتا ہو، جیسے سَاقَةٌ، بَاعَةٌ، حَاكَةٌ کہ دراصل سَوَقَةٌ، بَيَعَةٌ، حَيَكَةٌ تھے۔

۲) فُعَّلٌ کا وزن بھی فاعل کی جمع کے لیے ہے، جیسے سَاجِدٌ وَجَائِعٌ وَنَائِمٌ کی جمع سُجَّدٌ، وَنُوَّمٌ، وَجُوَّعٌ ہے۔

۳) فَوَاعِلُ فَاعِلَةٌ کی جمع ہے، جیسے صَوَاحِبُ وَضَوَارِبُ، صَاحِبَةٌ وَضَارِبَةٌ کی جمع اور فَوَاعِلُ ہی کے وزن پر ہر اس فاعل کی جمع آتی ہے جو اُنَاثٌ کی صفات سے ہو، جیسے عَوَاقِرُ، حَوَامِلُ، طَوَالِقُ، عَاقِرٌ، حَامِلٌ اور طَالِقٌ کی جمع ہے۔

۴) فُعَلَاءُ فَعِيلٌ بمعنی فَاعِلٌ کی جمع ہے، جیسے كُرَمَاءُ، عُلَمَاءُ، كَرِيمٌ وَعَالِمٌ کی جمع ہے۔

۵) أَفْعِلَاء فَعِيلٌ کی جمع ہے جو مضاعف یا معتل اللام ہو، جیسے غَنِيٌّ کی جمع أَغْنِيَاءُ، قَوِيٌّ کی جمع أَقْوِيَاءُ، مذکر اسم تفضیل کی جمع أَفْعَلُونَ کے وزن پر آتی ہے، جیسے أَعْظَمُونَ أَكْرَمُونَ اور جمع مکسر أَفَاعِلُ کے وزن پر، جیسے أَصَاغِرُ أَكَابِرُ، مؤنث اسم تفضیل کی جمع فُعْلَيَاتٌ کے وزن پر، جیسے عُظْمَيَاتٌ كُرْمَيَاتٌ، اور جمع مکسر فُعَلٌ کے وزن پر، جیسے صُغَرٌ، كُبَرٌ، صیغہ منتہی الجموع کی صرف جمع سالم آتی ہے جیسے ضَوَارِبَاتٌ کی جمع ضَوَارِبُ، أَفَاضِلُونَ کی جمع أَفَاضِلُ۔

۞۞۞۞

سبق نمبر ۵۲

نسبت

کسی کلمہ کے آخر میں یائے مشدد کا کسرہ کے بعد لاحق کرنا تاکہ یہ الحاق مدلول کلمہ کے ساتھ کسی چیز کی وابستگی ظاہر کرے نسبت کہلاتا ہے، جب اسم منسوب الیہ ثلاثی مکسور العین ہو تو بوقت نسبت عین کو فتح دیا جائے گا، جیسے فَخِذٌ سے فَخِذِیٌّ، مَلِكٌ سے مَلِكِیٌّ اور اگر منسوب الیہ رباعی مکسور العین ہو تو افصح یہی صورت ہے کہ اس کے عین پر بدستور کسرہ رہے، جیسے مَشْرِقٌ سے مَشْرِقِیٌّ، مَغْرِبٌ سے مَغْرِبِیٌّ، یَثْرِبٌ سے یَثْرِبِیٌّ۔

جس لفظ کے آخر میں تائے تانیث ہو نسبت کے وقت اس کا حذف لازم ہے، مثلاً نَاصِرَةٌ کی طرف نسبت میں نَاصِرِیٌّ کہیں گے، جس اسم کے آخر میں الف مقصورہ ہو اس کی طرف نسبت کرنے کے قواعد حسب ذیل ہیں:

۱) الف مقصورہ اگر تیسرے حرف کی جگہ ہو تو بوقت نسبت وہ واؤ سے بدل جاتا ہے، جیسے عَصًا سے عَصَوِیٌّ، فَتًی سے فَتَوِیٌّ۔

۲) اگر الف مقصورہ چوتھا حرف ہو اور اصلی ہو تو پھر بھی اس کی واؤ سے تبدیلی زیادہ تر زیر عمل ہے، جیسے مَرْمٰی سے مَرْمَوِیٌّ، اور حذف بھی روا ہے، جیسے مَرْمِیٌّ اور اگر اصلی نہ ہو بلکہ زائد ہو خواہ تانیث کے لیے خواہ الحاق کے لیے تو اس میں مختار صورت حذف کی ہے، یعنی حُبْلِیٌّ، ذِفْرِیٌّ کہیں گے، اور اس کی تبدیلی واؤ سے بھی جائز ہے، مثلاً کہیں حُبْلَوِیٌّ، ذِفْرَوِیٌّ، ہاں الف تانیث کو جب واؤ سے بدل دیں تو اکثر اس سے پہلے الف زائد کر دیتے ہیں، جیسے طُوْبَاوِیٌّ، دُنْیَاوِیٌّ۔

۳) الف مقصورہ اگر ایسے اسم میں واقع ہو کہ جس کا دوسرا حرف متحرک ہو تو وہ حذف ہوتا ہے جیسے بَرَدٰی سے بَرْدِیٌ، اسی طرح اگر کلمہ میں پانچویں جگہ ہو تو بھی حذف ہو جاتا ہے، جیسے مُصْطَفٰی سے مُصْطَفِیٌّ بعضوں نے یہاں واؤ سے بھی تبدیلی جائز رکھی ہے، گویا مُصْطَفَوِیٌ بھی کہتے ہیں۔

اگر اسم کے آخر میں الف ممدودہ تانیث کے لیے ہو تو اس کی طرف نسبت کے قواعد:

۱) الف ممدودہ تانیث کے لیے ہونے کی صورت میں بوقت نسبت واؤ سے تبدیل ہو جاتا ہے، جیسے صَفْرَاءُ سے صَفْرَاوِيٌّ۔

۲) الف ممدودہ کا ہمزہ اگر اصلی ہو تو بحال خود رہتا ہے، جیسے قُرَّاءٌ سے قُرَّاءِيٌّ، اِبْتِدَاءٌ سے اِبْتِدَاءِيٌّ۔

۳) اگر اصلی نہ ہو تو اس کا بحال رکھنا بھی جائز ہے اور اس کی واؤ سے تبدیلی بھی روا ہے، مثلاً رِدَاءٌ سے رِدَاءِيٌّ بھی کہہ سکتے ہیں اور رِدَاوِيٌّ بھی سَمَاءٌ سے سَمَاءِيٌّ بھی کہنا روا ہے اور سَمَاوِيٌّ بھی۔

اسم منقوص کی طرف نسبت کرنے کے اصول:

۱) یاء اگر تیسری جگہ ہو تو اس کو واؤ سے بدل کر اس کے ما قبل کو فتح دیتے ہیں، جیسے عَمِيٌّ سے عَمَوِيٌّ، حَيٌّ سے حَيَوِيٌّ۔

۲) اگر چوتھی جگہ ہو تو حذف بھی جائز ہے، جیسے قَاضٍ وَمَاضٍ سے قَاضِيٌّ وماضِيٌّ اور واؤ سے تبدیلی بھی، مگر اس صورت میں ما قبل کو فتح ضرور دیا جائے گا یعنی کہا جاویگا۔

۳) اگر کوئی کلمہ فَعِيْلٌ کے وزن پر ہو اور اس کے آخر میں حرف صحیح ہو تو اس کا وزن اپنی حالت پر باقی رہتا ہے، جیسے مَسِيْحٌ سے مَسِيْحِيٌّ، صَلِيْبٌ سے صَلِيْبِيٌّ، حَدِيْدٌ سے حَدِيْدِيٌّ، اگر وہ کلمہ ناقص ہے تو ایک یاء کو حذف کرکے دوسرے کو واؤ سے بدل دیں گے، اور ما قبل کو فتح دیں گے، جیسے غَنِيٌّ، عَلِيٌّ سے غَنَوِيٌّ عَلَوِيٌّ، اگر فَعِيْلَةٌ کے وزن پر ہو تو مضاعف و معتل نہ ہونے کی صورت میں یاء کو حذف کرکے ما قبل کو فتح دیا جائے گا، مثلاً مَدِيْنَةٌ کی طرف نسبت کرنے میں مَدَنِيٌّ اور فَرِيْضَةٌ کی طرف نسبت کرنے میں فَرَضِيٌّ کہیں گے، البتہ بعض جگہ یاء کا باقی رکھنا شاذ ہے، جیسے طَبِيْعِيٌّ، سَلِيْقِيٌّ۔

اگر مضاعف یا معتل العین ہو تو کچھ حذف نہیں ہوتا، جیسے طَوِيْلَةٌ عَزِيْزَةٌ میں کہیں گے طَوِيْلِيٌّ، عَزِيْزِيٌّ، فُعَيْلٌ و فُعَيْلَةٌ کا وہی حکم ہے جو فَعِيْلٌ وفَعِيْلَةٌ کا بیان ہوا جیسے عُقَيْلٌ سے عُقَيْلِيٌّ، قُصَيٌّ سے قُصَوِيٌّ، قُلَيْلَةٌ سے قُلَيْلِيٌّ، أُمَيْمَةٌ سے أُمَيْمِيٌّ۔

اگر کسی اسم کے آخر میں چوتھی یا پانچویں جگہ واؤ ہو اور اس سے پہلے ضمہ ہو تو بوقت نسبت واؤ کو حذف کر دیا جائے گا، جیسے قَلَنْسُوَةٌ سے قَلَنْسِيٌّ، تَرْقُوَةٌ سے تَرْقِيٌّ، ورنہ واؤ باقی رہے گا، جیسے عَدُوٌّ سے عَدَوِيٌّ، دَلْوٌ سے دَلْوِيٌّ۔

اگر کسی اسم کے آخر میں یاء مشدد ہو اور اس سے پہلے دو سے زیادہ حرف ہوں تو یاء کا حذف کرنا ضروری ہے، جیسے شَافِعِيٌ کی طرف نسبت کرتے ہوئے شَافِعِيٌّ اور اَسْكَنْدَرِيَّةٌ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اَسْكَنْدَرِيٌّ کہتے ہیں۔

اگر یاء سے پہلے ایک ہی حرف ہو جیسے حَيٌّ تو دوسرے حرف کو فتح دے کر تیسرے کو واؤ سے بدل دینا واجب ہوتا ہے، جیسے حَيٌّ سے حَيَوِيٌّ۔

اگر دوسری یاء واؤ سے بدلی ہوئی ہو تو بوقت نسبت پھر واؤ ہو جائے گی، جیسے طَيٌّ سے طَوَوِيٌّ۔

اگر کوئی کلمہ محذوف الآخر ہو اور صرف دو حرف باقی رہے ہوں تو بحالت نسبت حرف محذوف پھر لوٹ آئے گا، جیسے أَبٌ وأَخٌ سے أَبَوِيٌّ وأَخَوِيٌّ، لفظ أُخْتٌ و بِنْتٌ کی طرف نسبت کرنے میں تاء کوئی رکھا جاتا ہے، جیسے أُخْتِيٌّ و بِنْتِيٌّ بعض تاء کو حذف کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں أَخَوِيٌّ وَبَنَوِيٌّ اور اِبْنَةٌ کی نسبت کہا جاتا ہے اِبْنِيٌّ وَبَنَوِيٌّ۔

يَدٌ و دَمٌ الفاظ میں محذوف کو لوٹانا فصیح تر ہے، گویا کہا جائے گا يَدَوِيٌّ، دَمَوِيٌّ، اور بغیر واؤ کے نسبت کرنے کو بھی جائز رکھا ہے یعنی کہا جائے گا يَدِيٌّ، دَمِيٌّ۔

اگر کسی کلمہ میں محذوف کے عوض ہمزہ وصل ہو جیسے اِبْنٌ و اِسْمٌ میں تو عوض (ہمزہ) کا حذف اور محذوف کا لوٹانا جائز ہے، مثلاً بَنَوِيٌّ وَسَمَوِيٌّ کہہ سکتے ہیں اور اِبْنِيٌّ وَاِسْمِيٌّ کہنا بھی اسی طرح روا رکھا گیا ہے۔

اگر محذوف کے عوض تاء تانیث لائی گئی ہو تو بوقت نسبت اس کو حذف کر کے محذوف کو لایا جائے گا، جیسے سَنَةٌ سے سَنَوِيٌّ، لُغَةٌ سے لُغَوِيٌّ، زِنَةٌ سے وَزَنِيٌّ اور صِلَةٌ سے وَصَلِيٌّ۔

اگر تثنیہ و جمع کی طرف نسبت مقصود ہو تو ان کو مفرد کی شکل میں لا کر نسبت کی

جائے گی، جیسے عِرَاقِیْنَ سے عِرَاقِیٌّ، مُسْلِمِیْنَ سے مُسْلِمِیٌّ، یہی حال ان کا ہے جو تثنیہ وجمع کے ساتھ لاحق ہیں، جیسے اِثْنَیْنِ سے اِثْنَیٌّ وَثَنَوِیٌّ، عِشْرِیْنَ سے عِشْرِیٌّ، أَرْبَعِیْنَ سے أَرْبَعِیٌّ۔

اگر ایسی جمعیں ہیں جن کا مفرد نہیں، جیسے أَبَابِیْلْ وعَبَادِیْدْ، یا اگر مفرد ہے تو اسی لفظ سے نہیں، جیسے نِسَاءٌ، تو ہر دو حالت میں بوقت نسبت ان کو اپنے حال پر رکھا جائے گا، جیسے مُخَالِطِیٌّ، مُنَاجِذِیٌّ، نِسَائِیٌّ۔

بعض صرفیین کے نزدیک جمع مکسر کی طرف نسبت کرنے میں اس کو بحال خود رکھا جائے گا، مفرد کی طرف اس کو نہیں لوٹائیں گے، جیسے أَنْبَارٌ سے أَنْبَارِیٌّ، أَنْصَارٌ سے أَنْصَارِیٌّ، أَهْوَازٌ سے أَهْوَازِیٌّ۔

مرکب بنائی میں نسبت کے وقت اس کا آخری جزء حذف کر کے اس کے جزء اول کی طرف نسبت کرتے ہیں، جیسے بَعْلَبَكَّ و مَعْدِیْكَرِبَ کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں بَعْلَبِیٌّ، مَعْدِیٌّ کبھی بغیر حذف کیے ہوئے پورے مرکب کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: بَعْلَبَكِّیٌّ، مَعْدِیْكَرِبِیٌّ۔

مرکب اضافی میں کہیں تو جزء اول کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے اِمْرَأُ الْقَیْسِ سے اِمْرَئِیٌّ، دِیْرُ الْقَمَرِ سے دِیْرَانِیٌّ، اور کہیں جزء آخر کی طرف، جیسے عَبْدُ الْأَشْهَلِ سے أَشْهَلِیٌّ، أَبُوْ بَكْرٍ سے بَكْرِیٌّ، عَبْدُ مُنَافٍ سے مُنَافِیٌّ، کبھی پورے مرکب اضافی کی طرف نسبت کرتے ہیں، جیسے عَیْنُ إِبِلٍ سے عَیْنُ إِبِلِیٌّ، وَادِیُ آشٍ سے وَادِیْ آشِیٌّ، عَیْنُ حُوْرٍ سے عَیْنُ حُوْرِیٌّ۔

مرکب اسنادی میں نسبت جزء اول کی طرف کی جاتی ہے، جزء ثانی کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسے تَأَبَّطَ شَرًّا سے تَأَبَّطِیٌّ، ذَرَحَیًّا سے ذَرِیٌّ۔

ذیل میں ان اسماء کی فہرست دی جاتی ہے جو قواعدِ نسبت کے خلاف مستعمل ہیں:

حَضَرَمَوْتَ سے حَضْرَمِیٌّ	سَلِیْقَة سے سَلِیْقِیٌّ	أُمَیَّة سے أُمَوِیٌّ
خَزِیْنَة سے خُزَیْنِیٌّ	سُلَیْمَةُ الْأَزْدُ سے سُلَیْمِیٌّ	بَادِیَة سے بَدَوِیٌّ

دَهْرٌ سے دَهْرِيٌّ	سَلیم سے سَلَمِيّ	بَحْرَیْن سے بَحْرَانِيّ
دَیْر سے دَیْرَانِيّ	شَامٌ سے شَآمٍ	بَهْرَاءُ سے بَهْرَانِيّ
دَارَیَا سے دَارَانِيّ	شَعْرٌ كَثِيْرٌ سے شَعْرَانِيّ	تِهَامَةٌ سے تِهَامِيٌّ یا تَهَامٌ
رَبٌّ سے رَبَّانِيّ	صَدْرٌ كَبِيْرٌ سے صَدْرَانِيّ	تَيْمُ اللَّاتِ سے تَيْمَلِيّ
رَقَبَة عَظِیمَة سے رَقَبَانِيّ	صَنْعَاء سے صَنْعَانِيّ	ثَقِيْفٌ سے ثَقَفِيٌّ
رَامَهُرْمُزْ سے رَامِيٌّ	طَبِيْعَةٌ سے طَبِيْعِيّ	جُمَّةٌ عَظِيْمَةٌ سے جُمَّانِيٌّ
رُدَیْنَةٌ سے رُدَیْنِيٌّ	طَيِّء سے طَائِيٌّ	جُذَيْمَةٌ سے جُذَمِيٌّ
رُوحٌ سے رُوحَانِيٌّ	عُمَيْرَةُ كَلْبٍ سے عُمَيْرِيٌّ	جَلُوْلَا سے جَلُوْلِيٌّ
رُوحَاءُ سے رُوحَانِيٌّ	بَنِي عُبَيْدَة سے عَبْدِيّ	بَنِي الْحُبْلٰى سے حَبَلِيٌّ
رَيّ سے رَازِيٌّ	عَبْدُ شَمْسٍ سے عَبْشَمِيٌّ	حَرُوْرَاءُ سے حَرُوْرِيٌّ
رُبَابٌ سے رُبِيٌّ	عَبْدُ الدَّارِ سے عَبْدَرِيٌّ	حَرَمَیْن سے حَرَمِيٌّ
سَهْلٌ سے سَهْلِيٌّ	عَبْدُ قَيْسٍ سے عَبْقَسِيٌّ	عَبْدُ اللهِ سے عَبْدَلِيٌّ
هجر سے هَاجِرِيٌّ	كُنْت سے كُنْتِيٌّ	فَرَاهِيَةٌ سے فَرْهَوِيٌّ
لِحيَة عظيمة سے لِحْيَانِيٌّ	هُذَيْلٌ سے هُذَلِيٌّ	فَقْمُ كِنَانَةٍ سے فَقَمِيٌّ
أَنْبَاط سے نَبَاطِيٌّ یا نَبَاطٍ	مليح خزاعة سے مُلَحِيٌّ	قُوَيْمٌ سے قَوَمِيٌّ
يَمَنٌ سے يَمَانٍ	نَاصِرَة سے نَصْرَانِي	قُرَيْشٌ سے قُرَشِيٌّ
اِمْرُؤُ الْقَيْسِ سے مَرْقَسِيٌّ		مَرْوالشَّاهْجَهَانِيٌّ سے مَرْوَرِيٌّ

سبق نمبر ۵۳

تصغیر

بغرض اظہار قلت یا حقارت اسم میں ایک خاص تغیر کرنے کو تصغیر کہتے ہیں، ثلاثی مجرد سے تصغیر فُعَيْلٌ کے وزن پر آتی ہے، جیسے عَبْدٌ سے عُبَيْدٌ، رَجُلٌ سے رُجَيْلٌ۔

ثلاثی مزید، رباعی اور خماسی سے جبکہ چوتھا حرف مدہ نہ ہو تو تصغیر فُعَيْلِلٌ کے وزن پر آتی ہے، جیسے جَعْفَرٌ سے جُعَيْفِرٌ، سَفَرْجَلٌ سے سُفَيْرِجٌ۔

اگر مدّہ ہو تو فُعَيْلِيْلٌ کے وزن پر، جیسے مِضْرَابٌ سے مُضَيْرِيْبٌ، قِرْطَاسٌ سے قُرَيْطِيْسٌ، اگر اسم کے آخر میں تاء تانیث ہو یا الف نون زائد تان، تو علامت تانیث یا الف نون سے جو حرف ملحق ہو گا وہ جوں کا توں اپنی حالت پر رہے گا، جیسے ثَمْرَةٌ سے ثُمَيْرَةٌ، بُشْرٰی سے بُشَيْرٰی، سَمْرَاءُ سے سُمَيْرَاءُ، سَكْرَانُ سے سُكَيْرَانُ، غَضْبَانُ سے غُضَيْبَانُ۔

اگر مؤنث معنوی ثلاثی ہو تو تصغیر میں (ۃ) ظاہر کی جاتی ہے، جیسے أَرْضٌ سے أُرَيْضَةٌ، شَمْسٌ سے شُمَيْسَةٌ، البتہ اس کے لیے یہ شرط ہے کہ التباس کا خطرہ نہ ہو، مثلاً خَمْسٌ کی جب تصغیر بنائی جائے گی جو معدود مؤنث کے لیے ہے تو خُمَيْسٌ کہیں گے، نہ خُمَيْسَةٌ ورنہ خَمْسَةٌ کی تصغیر کا شبہ ہو گا جو معدود مذکر کے لیے ہے۔

اگر کسی کلمہ میں حرف علت ہو اور تعلیل ہو چکی ہو تو تصغیر بناتے وقت وہ اپنے اصل کی طرف لوٹ جائے گا، مثلاً بَابٌ کی تصغیر بُوَيْبٌ اور نَابٌ کی تصغیر نُيَيْبٌ ہو گی، کیوں کہ الف پہلے میں واؤ سے اور دوسرے میں یاء سے بدلا ہوا ہے، بایں وجہ کہ ان کی جمعیں اَبْوَابٌ وَاَنْيَابٌ ہیں اور کھلا اصول ہے کہ جمع تکسیر اسماء کو اصل کی جانب لوٹا لاتی ہے، ہاں اگر الف کی اصلیت کا پتا نہ چل سکے کہ وہ واؤ سے بدلا ہوا ہے یا یاء سے، تو ما قبل ضمہ کا اعتبار کرتے ہوئے تصغیر میں واؤ لاتے ہیں جیسے عَاجٌ سے عُوَيْجٌ، یہی حکم اس واؤ کا یا یاء کا ہے جو بدلے ہوئے ہوں، جیسے مُوْسِرٌ سے مُيَيْسِرٌ، مِيْزَانٌ سے مُوَيْزِنٌ، البتہ عَيْدٌ کی تصغیر سے عُيَيْدٌ سے شاذ ہے کیوں قیاس عُوَيْدٌ کو چاہتا ہے۔

اگر واؤ اور یاء بدلے ہوئے نہ ہوں تو ان میں تغیر نہ ہوگا، جیسے سُوْرٌ سے سُوَيْرٌ، بَيْتٌ سے بُيَيْتٌ، اگر اسم مصغر کا دوسرا حرف الف زائد ہو، جیسے خَالِدٌ، ضَارِبٌ تو اجماعاً واؤ سے بدل جائے گا، جیسے خَالِدٌ سے خُوَيْلِدٌ، ضَارِبٌ سے ضُوَيْرِبٌ۔

اگر اسم مصغر کا تیسرا حرف الف ہو یا واؤ ہو تو اس کو یاء سے بدل کر یاء تصغیر میں مدغم کردیتے ہیں، جیسے عَصًى سے عُصَيٌّ، دَلْوٌ سے دُلَيٌّ، عَجُوْزٌ سے عُجَيِّزٌ، كِتَابٌ سے كُتَيِّبٌ، اگر واؤ متحرک ہو اور لام کلمہ نہ ہو تو اس کو یاء سے بدلنا یا باقی رکھنا دونوں صورتیں جائز ہیں، جیسے جَدْوَلٌ سے جُدَيِّلٌ یا جُدَيْوِلٌ، أَدْوَرٌ سے أُدَيِّرٌ، اگر تیسرا حرف یاء ہو تو وہ یاء تصغیر میں مدغم ہوجاتی ہے، جیسے نَصِيْرٌ سے نُصَيِّرٌ، جَمِيْلٌ سے جُمَيِّلٌ، اگر چوتھا حرف واؤ ہو یا الف تو ان کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے، جیسے عَصْفُوْرٌ سے عُصَيْفِيْر اور سُلْطَانٌ سے سُلَيْطِيْنٌ۔

اگر اسم تفضیل ناقص ہو، جیسے حُلٰی وشُحٰی تو تصغیر کے بعد فتح ہوگا، جیسے هُوَ أُحَيْلٌ مِّنَ الْعَسَلِ۔

اگر کسی اسم میں آخر سے کچھ حذف ہوکر دو حرف بچ رہے ہوں تو تصغیر میں حذف شدہ حرف واپس آئے گا، جیسے أَبٌ سے أُبَيٌّ، أَخٌ سے أُخَيٌّ، دَمٌ سے دُمَيٌّ، اگر حذف شدہ حرف کے عوض شروع میں ہمزہ وصل کا اضافہ ہوا ہو جیسے اِبْنٌ میں تو تصغیر میں عوض حذف ہوگا اور محذوف لوٹ آئے گا، جیسے اِبْنٌ سے بُنَيٌّ۔

اگر محذوف حرف کے عوض ہمزہ نہ ہو بلکہ تاء ہو تو اس کی تصغیر میں عوض باقی رہے گا اور محذوف بھی لوٹ آئے گا، جیسے زِنَةٌ سے وُزَيْنَةٌ اور عِدَةٌ سے وُعَيْدَةٌ، أُخْتٌ وبِنْتٌ کی تصغیر أُخَيَّةٌ وبُنَيَّةٌ۔

مثنی اور جمع سالم کی تصغیر اس طرح آئے گی مثلاً مُؤْمِنَانِ کی تصغیر مُوَيْمِنَانِ، مُؤْمِنُوْنَ کی مُوَيْمِنُوْنَ، مُؤْمِنَاتٌ کی مُوَيْمِنَاتٌ، اور جمع قلت کی اس طرح کہ مثلاً أَرْغِفَةٌ کی تصغیر أُرَيْغِفَةٌ ہوگی۔

سبق نمبر ۵۴

ہمزہ لکھنے کے اصول

ہمزہ جب شروع میں آتا ہے تو الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے، جیسے أَسْمَاءٌ، إِكْرَامٌ اور اگر ابتداء میں آئے اور کسی حرف کے ساتھ متصل ہو تو بھی الف ہی کی شکل میں لکھا جاتا ہے، جیسے بِأَجْمَلَ وَلِأَفْضَلَ، مگر لِئَلَّا وَلِئَنْ میں اس کی وہی ہیئت ہے جو وسط کلمہ میں ہوتی ہے اور یہ کثرت استعمال کے باعث ہے۔

اگر ہمزہ وصل بعد فاء یا واؤ کے واقع ہو تو اس کو حذف کر دیا جاتا ہے بشرطیکہ اس کے بعد بھی ہمزہ ہو، جیسے فَأْتِنِی، وَأْذَنْ لِي۔

اگر ہمزہ درمیان میں واقع ہو اور ساکن ہو تو ما قبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے لکھا جائے گا، جیسے بَأْسٌ، بُؤْسٌ، بِئْسٌ۔

اور جب ہمزہ وصل کے بعد بدلا ہوا ہو پھر اثنائے کلام میں اصل کی طرف لوٹا دیا گیا ہو تو وہ اس حرف کی شکل میں لکھا جائے گا جس کی طرف وہ بدلا گیا ہے، جیسے يَا رَجُلُ ائْذَنْ، اور هٰذَا الَّذِيْ اؤْتَمَنْتَ عَلَيْهِ۔

ہمزہ متحرک درمیان میں آنے والا اپنی حرکت کے موافق حرف کی شکل میں لکھا جائے گا، چاہے اس سے پہلے ساکن ہو یا متحرک، جیسے لُؤْمٌ، رَؤُفٌ، سَأَلَ، اگر مفتوح ہو اور بعد ضمہ یا کسرہ کے واقع ہو تو ما قبل کی حرکت کے موافق حرف کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے سُؤَالٌ، رِئَالٌ، مُؤَنَّثٌ۔

اگر ہمزہ الف اور یاء کے درمیان واقع ہو تو اس کو ہمزہ اور یاء دونوں کی صورت میں لکھنا جائز ہے، جیسے بِقَاءِیْ، یَا بِقَائِیْ، دَاءِیْ یا دَائِیْ۔

اگر ہمزہ الف اور ضمائر میں یاء کے علاوہ کسی اور کے درمیان واقع ہو اور مکسور یا مضموم ہو تو اپنی حرکت کے موافق حرف کی شکل میں لکھا جائے گا، اور مفتوح ہو تو ہمزہ کی صورت میں، جیسے بَقَاؤُہٗ، بَقَائَہٗ بَقَاءِہٖ۔

اگر ہمزہ کلمہ کے آخر میں ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے جُزْءٌ،شَیْءٌ، فَیْءٌ، اور اگر ماقبل متحرک ہو تو اس کی حرکت کے موافق حرف کی شکل میں لکھا جائے گا، جیسے هَیُوْءٌ، تَکَاظِیءٌ۔

اگر ہمزہ طرف میں واقع ہو اور اس کے ساتھ تاء تانیث لاحق ہو اور ہمزہ سے پہلے حرف صحیح ساکن ہو تو ہمزہ الف کی شکل میں لکھا جائے، جیسے نَشْأَةٌ، اور اگر متحرک ہو تو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف کی صورت میں لکھا جائے گا، جیسے فِئَةٌ، لُؤْلُؤَةٌ، اگر ماقبل معتل ہو تو یاء کے بعد یاء کی شکل میں اور الف اور واؤ کے بعد ہمزہ کی صورت میں لکھا جائے گا۔ جیسے خَطِیْئَةٌ، بَرِیْئَةٌ، قِرَاءَةٌ، صَلَاءَةٌ، مُرُوْئَةٌ، سُوْءَةٌ۔

سبق نمبر ۵۵

ابدال کے قواعد

ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو رکھنے کا نام ابدال ہے، ذیل میں وہ حروف درج ہیں جو کسی حرف سے بدلے ہوئے ہوتے ہیں:

و: الف جب ضمہ کے بعد واقع ہو تو وہ واؤ سے بدل جاتا ہے، جیسے ضَارِبٌ سے مجہول ضُوْرِبَ، قَاتَلَ سے قُوْتِلَ، یاء ساکن جب ضمّہ کے بعد آئے تو وہ واؤ سے بدل جاتی ہے، جیسے أَیْقَنَ مُوْقِنٌ، أَیْسَرَ سے مُوْسِرٌ۔

الف: واؤ یا یاء جب متحرک ہوں اور ان کا ماقبل مفتوح ہو تو وہ الف سے بدل جاتے ہیں، جیسے قَالَ، غَزَا، بَاعَ، رَمٰی، لٰکِنْ اس قاعدہ کے لیے یہ شرائط ہیں کہ یہ واؤ، یاء، فاء کلمہ کی جگہ نہ ہوں، مدہ زائدہ سے پہلے، الف تثنیہ سے پہلے، اور یاء مشدد سے پہلے، اور نون تاکید سے پہلے نہ ہوں، ناقص کے عین کلمہ کی جگہ نہ ہوں، جس کلمہ میں یہ واقع ہوں وہ فَعَلَانٌ، فَعَلٰی کے وزن پر نہ ہو، اور نیز ایسے لفظ کے ہم معنی نہ ہو جس میں تعلیل نہیں ہوئی۔

ی: واؤ اور یاء جب ایک کلمہ میں جمع ہوں اور ان میں سے پہلا ساکن ہو تو واؤ کو یاء کر کے یاء کو یاء میں مدغم کر دیتے ہیں، جیسے طَیٌّ، مَیِّتٌ، مَرْمِیٌّ کہ یہ دراصل طَوِیٌّ، مَیْوِتٌ، مَرْمُوْیٌ تھے۔

واؤ ساکن جب کسرہ کے بعد واقع ہو تو اس کو یاء سے بدل دیتے ہیں، جیسے مِوْزَانٌ سے مِيْزَانٌ، مِوْعَادٌ سے مِيْعَادٌ۔

ہمزہ: واؤ یا یاء جب الف زائد کے بعد طرف میں واقع ہوں تو ہمزہ سے بدل جاتے ہیں، جیسے عَجُوْزٌ سے عَجَائِزُ، قَلَاوَۃٌ سے قَلَاءِوُ، صَحِيْفَۃٌ سے صَحَائِفُ۔

ت: واؤ یا یاء اگر باب افتعال کے فاء کلمہ میں واقع ہوں تو وہ تاء سے بدل جاتے ہیں، جیسے اِتَّقٰی، اِتَّسَرَ۔

د: باب افتعال کے فاء کلمہ میں اگر دال یا ذال یا زاء واقع ہو تو تاء کو دال سے بدل لیتے ہیں، جیسے اِدَّانَ، اِذْدَّکَرَ، اِزْدَانَ، کہ یہ دراصل اِدْتَانَ، اِذْتَکَرَ اور اِزْتَانَ تھے، اِذْدَکَرَ میں دال کو ذال سے اور ذال کو دال سے بدلنا جائز رکھا گیا ہے، گویا اِدَّکَرَ بھی کہہ سکتے ہیں اور اِذَّکَرَ بھی۔

ط: باب اِفْتِعَالٌ کے فاء کلمہ میں اگر صَادْ، ضَادْ، طَاءْ، ظَاءْ، واقع ہوں تو تَاءْ کو طَاءْ سے بدل دیتے ہیں، جیسے اِصْطَبَرَ، اِضْطَرَبَ، اِطَّرَدَ، اِظْطَلَمَ میں ظَاءٌ کو طَاءٌ یا طَاءْ کو ظَاءْ سے بدلنا دونوں صورتیں جائز ہیں گویا اِطَّلَمَ بھی کہہ سکتے ہیں اور اِظَّلَمَ بھی۔

سبق نمبر ۵٦

نداء اور منادیٰ کے قوانین

منادیٰ وہ اسم ہے جو حرف نداء کے ذریعہ پکارا جائے، جیسے یَا عَبْدَ اللهِ أَیْ أَدْعُوْ عَبْدَ اللهِ، یعنی حرف نداء قائم مقام أَدْعُوْ ہے۔

حرف نداء پانچ ہیں:

۱) یَا ۲) أَیَا ۳) هَیَا ۴) أَیْ (بفتح الہمزۃ) ۵) أَ (الہمزۃ المفتوحۃ)۔

نوٹ: کبھی حرف نداء کو حذف کر دیا جاتا ہے لیکن اس میں یاء پوشیدہ ہوتا ہے، جیسے یُوْسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا، اور یُوْسُفُ أَیُّهَا الصِّدِّیْقُ، یعنی اے یوسف اے صدق مجسّم۔

منادیٰ کی حسب ذیل قسمیں ہیں:

۱)منادیٰ مفرد معرفہ: مبنی ہوتا ہے علامت رفع پر، جیسے ضمہ، جیسے یَا زَیْدُ، یَا اَللّٰہُ، یَا رَجُلُ۔

نوٹ: رَجُلٌ اگر چہ نکرہ ہے لیکن ہر نکرہ معینہ حرف نداء داخل ہونے کے بعد معرفہ ہو جاتا ہے، اس لیے یَا رَجُلُ میں منادی معرفہ ہے اور مبنی علی الرفع ہے، اور جیسے یَا زَیْدَانِ، یَا زَیْدُوْنَ، یہ دونوں بھی علامت رفع پر مبنی ہیں۔

قاعدہ:۱) کبھی منادیٰ معرفہ کو لامِ استغاثہ داخل ہونے کے سبب کسرہ دیا جاتا ہے، جیسے یَا لِزَیْدٍ اور کبھی الحاق ھَاءُ کے سبب فتحہ دیا جاتا ہے، جیسے یَا زَیْدَاہُ۔

۲) منادیٰ کی دوسری قسم: اگر منادی مضاف ہو یا مشابہ مضاف ہو تو اس کو نصب دیا جاتا ہے، جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ، یَا طَالِعًا جَبَلًا، یہ منادی مشابہ مضاف کی مثال ہے۔

۳)منادیٰ کی تیسری قسم: نکرہ غیرہ معینہ جیسے کوئی اندھا کہے: یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ، یعنی کوئی آدمی ہے جو میرا ہاتھ پکڑ لے۔

۴)منادیٰ کی چوتھی قسم: منادیٰ معرّف باللام، جیسے یَا أَیُّھَا الرَّجُلُ، یَا أَیَّتُھَا الْمَرْأَۃُ، اور یَاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔

۵)منادیٰ کی پانچویں قسم: منادیٰ مرخم: وہ منادیٰ ہے جس کے آخری حرف کو تخفیف کے لیے حذف کر دیا جائے، جیسے یَا مَالِكُ سے یَا مَالُ، اور جیسے یَا مَنْصُوْرُ سے یَا مَنْصُ (اس میں دو حرف کو حذف کیا گیا ہے) اور جیسے یَا عُثْمَانُ سے یَا عُثْمُ۔

قاعدہ: کبھی اظہارِ حزن و غم کے لیے بھی حرف ندا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے یَا زَیْدَاہُ، وَا زَیْدَاہُ، یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ، ہائے یوسف افسوس۔

❖❖❖❖

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات تالیفات وترتیبات

- خزائن القرآن
- خزائن الحدیث
- قرآن وحدیث کے انمول خزانے
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت
- پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں
- معمولات صبح وشام
- معیت الٰہیہ
- معرفت الٰہیہ
- کشکول معرفت
- معارف شمس تبریز
- معارف مثنوی
- درس مثنوی
- فغان رومی
- روح کی بیماریاں اور ان کا علاج (مکمل)
- حقوق شیخ اور آداب
- اصلاح اخلاق
- بد نظری وعشق مجازی کی تباہ کاریاں
- بد نظری کے چودہ نقصانات
- ولی اللہ بنانے والے چار اعمال
- قومیت وصوبائیت اور زبان ورنگ کے تعصب کی اصلاح
- حسن پرستی اور عشق مجازی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج
- حیات حضرت شیر وانی رحمۃ اللہ علیہ
- ایک منٹ کا مدرسہ
- تسہیل قواعد النحو
- براھین قاطعۃ
- قرآن پاک کی روشنی میں شراب کے حرام ہونے کا ثبوت
- تلقین صبر جمیل
- دستور تزکیۂ نفس
- نوائے غیب
- حسن خاتمہ کے سات مدلل نسخے
- حرمین شریفین میں حاضری کے آداب

عربی عبارت کا صحیح پڑھنا جب ہی ممکن ہے کہ نحو کے قواعد زبانی یاد ہوں، اور ان کا اجراء بھی ہو لیکن اکثر حالات اس طرح نظر آتے ہیں کہ ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی میں جو قواعد کی تفصیل پڑھی جاتی ہے وہ صرف کتابوں ہی تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ عبارت پڑھتے وقت یا وعظ کہتے وقت عربی عبارات میں ان قواعد کے زبانی یاد نہ ہونے کے سبب صرف اندازے سے کام لیا جاتا ہے، یقین اور وثوق سے عبارت کی صحت پر اعتماد نہیں ہوتا۔

زیرِ نظر کتاب میں عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نحو کے ضروری قواعد اس طرح جمع کیے ہیں جو آسانی سے یاد ہو جائیں اور ان میں اصطلاحات کی مشکلات بھی نہ ہوں اور عبارت پڑھتے وقت یقین کے ساتھ اس کو صحیح پڑھا جا سکے۔

جو قواعد کتابوں میں چار پانچ صفحات میں تحریر تھے اور طالب علم کا دماغ اس تفصیل کو حفظ کرنے سے عاجز اور قاصر ہوتا تھا انہیں حضرت والا نے چند سطور میں جمع کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ نئی نئی مثالیں قرآن و حدیث سے پیش کی جائیں تاکہ طلباء کرام کو قواعد کا اجراء اور مشق بھی ہو، لطف بھی زیادہ آئے اور قرآن و حدیث کی برکتوں سے یہ قواعد یاد بھی ہو جائیں۔

AT007